ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۸ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ
۱۶ مئی ۱۹۶۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم کی خبرگیری کرو (یعنی اس کی تلاوت کرتے رہو) پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بیشک یہ سینے سے بہت جلد نکل جاتا ہے بہ نسبت نکل جانے اونٹ کے اپنی رسی سے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ: اِنْ عَاهَدَ عَلَیْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ حافظ قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ جیسی ہے کہ اگر (مالک) اس کی خبرگیری رکھتا ہے۔ تو بندھا رہتا ہے۔ اور اگر اس کو چھوڑ دیتا ہے تو چلا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ. "مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِیٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یَجْهَرُ بِهٖ"۔ (متفق علیہ)
مَعْنٰی "اَذِنَ اللّٰہُ": اَیِ اسْتَمَعَ وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَی الرِّضَا وَالْقَبُوْلِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو سننے کی طرف اتنا متوجہ نہیں ہوتا جتنا اس خوش آواز نبی کے قرآن سننے کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو خوش الحانی اور بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے (متفق علیہ)

"اذن اللہ" کے معنی سننے کی طرف متوجہ ہونا اور یہ اشارہ ہے خوشنودی اور قبولیت کی جانب۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَقَدْ اُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِیْرِ اٰلِ دَاوُدَ (متفق علیہ) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ: "لَوْ رَاَیْتَنِیْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَآءَتِكَ الْبَارِحَةَ

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کو حضرت داؤد علیہ السلام کے مزامیر (سُروں) میں سے ایک مزمار (سُر) عطا کی گئی ہے (کیونکہ حضرت ابو موسیٰ کی آواز نہایت سریلی تھی اس لئے آپ نے انہیں یہ فرمایا) (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰؓ سے فرمایا تھا کہ اگر تم مجھے رات اپنی قرأت و قرآن سنتے دیکھ لیتے تو بڑے خوش ہوتے۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَاَ فِی الْعِشَآءِ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشاء کی نماز میں "والتین والزیتون" پڑھتے ہوئے سنی۔ سو میں نے کسی کو آپؐ سے زیادہ اچھی آواز سے پڑھنے والا نہیں سنا ہے (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بَشِیْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا"، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ۔
مَعْنٰی "یَتَغَنّٰی"، یُحَسِّنُ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ۔

ترجمہ: حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو قرآن حکیم کو اچھے طریقے سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے ابوداؤد نے اسناد جیّد کے ساتھ اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

یتغنیٰ کے معنی یہ ہیں کہ اپنی آواز کو اچھا کر کے قرآن پڑھے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِقْرَاْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ" فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقْرَاُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ "اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ" فَقَرَاْتُ عَلَیْہِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰی جِئْتُ اِلٰی هٰذِهِ الْاٰیَةِ: "فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا" قَالَ: "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَاِذَا عَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے سامنے قرآن کریم پڑھو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں آپؐ کے سامنے پڑھوں درآنحالیکہ قرآن کریم آپؐ پر نازل کیا گیا؟ آپؐ نے فرمایا۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ کہ اپنے علاوہ دوسرے سے سنوں۔ تو میں نے آپؐ کے سامنے سورۂ نساء پڑھی — یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچا (ترجمہ) پس کس طرح ہو گا جب کہ پیش کریں گے ہم ہر قوم میں سے ایک گواہ۔ اور تم کو بھی اس امت کا گواہ قرار دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ بس کافی ہے۔ جب میں نے پھر کر آپؐ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

گذارش ایجنٹ حضرات پرچے میں کمی بیشی کی اطلاع ہر اتوار سے پہلے پہلے پہنچا دیا کریں ورنہ بصورت دیگر تعمیل آئندہ شمارہ میں ہوا کرے گی۔ (مینجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

فون نمبر ۶۰۵۴۵

جلد ۱۵ | ۲۸ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء | شمارہ ۲

گذارشِ احوالِ واقعی

عبدالرشید ارشد

حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملّتِ اسلامیہ کے ان خوش قسمت اور برگزیدہ افراد میں سے ہیں۔ جن کی وجہ سے برِّ صغیر میں اسلام کی شمع روشن ہوئی اور بے شمار لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ برِ صغیر میں اگرچہ بڑے بڑے تاجدار گذرے ہیں لیکن ان کا نام صرف تاریخ کے صفحات میں نظر آتا ہے۔ لیکن سیّد علی ہجویری رح آج بھی کروڑوں انسانوں کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اور ان کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔ جہانگیر کے مقبرے پر لوگ تفریح کی غرض سے کبھی چلے جائیں تو چلے جائیں لیکن عقیدت و ارادت سے کوئی نہیں جاتا۔ لیکن یہاں حاضری دینے والوں کا اس قدر تانتا بندھا رہتا ہے کہ مزار پر جوتوں کی نگرانی کا ٹھیکہ سالانہ ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ اور "عُرس" کے موقعہ پر تو اس قدر بھیڑ اور ہجوم ہوتا ہے کہ الامان والحفیظ ——

عرس کی تقریبات میں سے ایک بڑی تقریب یہ ہے کہ مزار پُر انوار پر بیش قیمت نئی چادر چڑھائی جاتی ہے۔ اور اس تقریب میں شمولیت و شرکت کے لئے بڑے بڑے سجادہ نشین جمع ہوتے ہیں۔ امسال بھی اس تقریب کے لئے سجادہ نشین حضرات کا اجتماع تھا لیکن کثرتِ ہجوم اور زائرین کے بے پناہ سیلاب کی بناء پر مزار تک ناظمِ اعلیٰ اوقاف معہ اپنے دو ایک ساتھیوں کے پہنچ سکے۔ باقی حضرات میں سے اکثر کی رسائی وہاں تک نہ ہو سکی۔ ناظمِ اعلیٰ کس مشکل اور ہمت سے پہنچے اس کو وہی جانتے ہیں اس واقعہ سے زائرین کی کثرت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بزرگوں کے مزاروں پر عرس کرنا کرانا متنازعہ فیہ مسئلہ ہے اور ادارہ خدام الدین کا مسلک و مشرب جو کتاب و سنت کی واضح ہدایات و احکام سے عبارت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں اور اس کا کئی بار ان صفحات میں اظہار ہو چکا ہے۔ کسی برگزیدہ کی چاہے وہ آقائے نامدار حضرت خاتم النبیین محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی قدر کیوں نہ ہو ایسی تعظیم کا اسلام قطعاً روادار نہیں جو صرف رب العالمین کے لئے مخصوص ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت علی ہجویریؒ کے مزار پُر انوار پر ایک تختی ہمیشہ اس مفہوم کی لٹکی رہتی ہے: کہ:۔

"اللہ تعالیٰ کے سوا تعظیمی سجدہ بھی کسی کو کرنا جائز نہیں"۔

اس کے علاوہ دوسری مختلف النوع رسومات کے متعلق بھی اسلام کی واضح ہدایات موجود ہیں۔ جن کی تفصیل کا موقعہ نہیں۔

حضرت علی ہجویری رح کی مشہور عالم تصنیف "کشف المحجوب" کا مطالعہ کیا جائے تو اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رح کتنے بڑے موحد اور متبعِ سنّت تھے۔ مذکورہ بالا کتاب میں شاید ہی کوئی عنوان ایسا ہو جس میں اثباتِ توحید اور اتباعِ سنت پر زور نہ دیا گیا ہو۔ نفسِ سماع کہ جس میں مزامیر نہ ہوں کے متعلق بھی حضرت رح کا جو موقف اور اس کے لئے انہوں نے جو شرائط عائد کی ہیں کشف المحجوب کا پڑھنے والا اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کاش ہم حضرت رح کی اس تصنیف کی روشنی ہی میں اپنی منزل کا سراغ لگانے کی کوشش کرتے۔

حضرت علی ہجویری رح سمیت تمام اولیاء اللہ کی زندگی کا مقصد یہ رہا ہے کہ خلقِ خدا اوامر پر عمل کرے اور نواہی سے بچے۔ لیکن یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ انہی بزرگوں کے مزارات پر عرسوں کے موقعہ پر بے حیائی، فحاشی اور بدتہذیبی کے ایسے ایسے مظاہر و مناظر ہوتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر دل کانپتا اور روح لرزتی ہے۔ تھیٹر، ناچ، رنگ اور مجرے اور پھر بعض عرسوں پر جوا، شراب نوشی، قحبہ گردی، کیا یہ بھی عرسوں کا ایک حصّہ ہے؟

ہمارا خیال ہے کہ ملحد اور بے دین عناصر کے علاوہ ہر مکتبۂ فکر کے علماء و صلحاء اور خواص و عوام اس سے بیزاری کا اظہار کریں گے لیکن اس کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ ان خرافات کے متعلق کوئی اصلاحی یا تبلیغی مہم نہیں چلائی جاتی۔ اور دن بدن ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ریڈیو، سینما ٹیلیویژن کے لغو پروگراموں اور بزرگانِ دین کے مزارات پُر انوار پر منعقد ہونے والے عرسوں پر تھیٹر ناچ رنگ نے نئی نسل کو جس مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ اس کا تماشا ہم شب و روز ملک کے ہر شہر کے کوچہ و بازار میں دیکھتے ہیں۔ صحیح مسلمان اور محبِّ وطن ہونے کی حیثیت سے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ ان خرافات کے خلاف جہاد کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور اس کی قیادت علمائے کرام کریں۔ دیوبندی، بریلوی، حنفی، غیر حنفی، شیعہ، سنّی تمام مل کر اس کے استیصال کے لئے کمر ہمت باندھیں۔ تمام علماء مل کر ایک طرف تبلیغی اصلاحی مہم چلائیں اور دوسری طرف حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ ایک ایسا قانون نافذ کرے جس کی رُو سے وہ تمام لغویات جو ملک کو بے دینی اور بے حیائی کی طرف لے جا رہی ہیں ناجائز قرار پائیں۔ اور ان کو منعقد کرانے والوں کے لئے اسی طرح

باقی صفحہ ۱۶

مجلس ذکر

۲۰ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۶۹ء

شریعت پر استقامت ہی اصل طریقت ہے

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

حضرتؒ کا قائم کیا ہوا حلقۂ ذکر

یہ جماعت ذاکروں کی ہے، جو اللہ کا نام لینے اور اپنے امراض روحانی سے نجات پانے کے لئے کوشاں ہیں۔ حضرتؒ نے سلسلہ ترتیب دیا کہ ہفتہ بھر تن تنہا ذکر کرتے رہیں، خاموشی سے بھی اور جہراً بھی۔ اور ایک دن باجماعت ذکر ہو جائے جمعے کی رات، اور اس کے بعد چند جملے اصلاح حال کے لئے جیسی ضرورت ہوتی ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کوئی حدیث اور کبھی کوئی آیتِ قرآنیہ۔

استقامت کی دعا

آج پیشِ نظر ایک حدیث ہے وہ آپ سماعت فرمالیں:۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا اَنْ نَقُوْلَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاُمُوْرِ وَاَسْأَلُکَ عَزِیْمَۃَ الرُّشْدِ وَاَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْأَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِیْمًا وَّاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ اِنَّکَ وَاَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔

اس کا ترجمہ بھی سماعت فرمالیں:۔
حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی کہ تم دعا یوں کیا کرو، اللہ تعالےٰ سے یوں عرض کیا کرو کہ اے اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے استقامت دین کے معاملہ میں،

یعنی جو قدم دین میں آگے اٹھ جائے، عبادات میں، طاعات میں نفل میں، ذکر اذکار میں، پھر وہ پیچھے ہٹنے نہ پائے۔ اس میں استقامت طلب کرتے ہیں۔

استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔

اسی لئے حضرتؒ ایک واقعہ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک اللہ والے کے پاس مدّتِ دراز تک ایک آدمی رہا۔ وہ ناخوش ہو کر واپس جانے لگا تو شیخ نے اس سے پوچھا کہ بھائی! کیوں اس طرح ناخوش جا رہے ہو؟ خوش جانے سے ناخوش جانا بہت بڑی بات ہے۔" تو اس نے کہا "میں آیا تھا یہ سن کر کہ آپ بہت بڑے ولی اللہ ہیں، بہت بڑے کامل مرشد ہیں اور صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ لیکن میں نے تو آپ کے پاس اتنی مدّت میں کوئی کرامت نہیں دیکھی"۔ تو اس اللہ کے بندے یعنی بزرگ نے کہا "یہ تو بالکل ٹھیک ہے کہ تم نے ہم سے کوئی شعبدہ یا کرامت نہیں دیکھی لیکن یہ بتانے جاؤ کہ کبھی خلافِ شریعت ہم نے کوئی قدم اٹھایا ہو۔ کوئی فریضہ، کوئی عبادت، کوئی نفل، کوئی واجب، کوئی ہم نے مؤکّد سنت یا غیر مؤکّد سنت کبھی ترک کر دی ہو یا اس کی خلاف ورزی کی ہو؟" کہنے لگا "ایسا تو نہیں ہے، سُنن ہیں، تطوّعات ہیں، عبادات ہیں، فرائض و واجبات میں میں نے آپ کو بالکل کامل پایا"۔ تو انہوں نے فرمایا "اس سے بڑی تم اور کون سی کرامت چاہتے ہو؟"

شعبدہ بازی کمال کی دلیل نہیں ہے

حضرتؒ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے کہ اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَۃَ وَلَا تَطْلُبُوا الْکَرَامَۃَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَۃَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ ——— کہ یہ شعبدہ بازی تو ہندو جوگی یوگی، احبار و رہبان یعنی عیسائیوں اور یہودیوں کے شعبدہ باز بھی دکھا سکتے ہیں۔ یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہم یہاں دیکھتے ہیں چھوٹے موٹے ٹٹ پونجئے سڑکوں پر کیھر کھا رہے ہیں اتنے اتنے شیشے چبا رہے ہیں منہ میں، آگ پھانکتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور خدا معلوم کیا کیا وہ حرکتیں کرتے ہیں؟ یہ تو بڑی معمولی سی بات ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہاں عجیب و غریب شعبدے لوگ دکھاتے ہیں۔ یہ شعبدہ بازی ضروری نہیں ہے کہ اولیائے کرام ہی سے سرزد ہو، ہندو جوگی یوگیوں سے اس سے بڑے بڑے واقعات مشہور ہیں اور وہ اپنی آنکھوں لوگوں نے دیکھے ہوتے ہیں۔

اصل مقصود شریعت پر استقامت ہے

اصل چیز جو ہے وہ اِسْتِقَامَۃ عَلَی الشَّرِیْعَۃ ہے، یعنی دین میں ثابت قدمی، کہ یہ نہیں کہ پل میں تولہ پل میں ماشہ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ کبھی دین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو پھر نوافل، سنن، تطوّعات اتنا بڑھ جاتے ہیں کہ انتہا ہی نہیں اور جب پلٹتے ہیں پیچھے تو پھر نماز کی بھی فکر نہیں، فرائض کی بھی پرواہ نہیں رمضان کے مہینے میں آپ دیکھتے ہی ہیں کہ مسجدیں کھچا کھچ بھری ہوتی ہیں تل دھرنے کو جگہ نہیں ہوتی، بالخصوص ختم کے دن اور پہلی تراویح — لیکن رمضان جاتا ہے تو ساری مسجد میں آدھے بھی نمازی نہیں رہتے، رمضان

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۶۹ء

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل ہی نجات کی راہ اور کامیابی کی کلید ہے!

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الّذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللہَ اِنَّ اللہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر۷)

ترجمہ : اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

بزرگانِ محترم ! اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت کی طرف سے بندوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل تابعداری کریں۔ وہ جس چیز سے منع فرمائیں، اس سے قطعی باز رہیں اور جو احکام و فرامین اور ہدایات اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ملیں ان پر بے چون و چرا عمل کریں۔

حاصل یہ نکلا کہ قرآن وسنّت دونوں ہی ہمارے لئے مشعلِ راہ اور نشانِ ہدایت و نجات ہیں اور ان کی پیروی ہر مسلمان کے لئے فرضِ عین ہے۔

ایک بصیرت افروز واقعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ کے فرمان پر فوری عمل پیرا ہونے کے واقعات سے حدیث و سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لیکن یہاں مشتے از خروارے کے طور پر صرف ایک بصیرت افروز واقعہ بیان کرنا مقصود ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصحابِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر جان چھڑکتے اور پروانہ وار قربان ہوتے تھے اور آپؐ کے فرمودات پر ان کا ایمان کن بلندیوں پر تھا۔

مسلم شریف میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے آپؐ سے میدان کارزار میں سوال کیا:-

اَیْنَ یَا رَسُوْلُ اللہِ اِنْ قُتِلْتُ۔

یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں (جہاد) میں مارا جاؤں تو میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جنت کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا۔ "فِی الْجَنَّۃِ" یعنی تیرا مقام جنّت میں ہوگا ——— یہ جواب سننا تھا کہ اُس صحابیؓ کے ہاتھ میں جو کھجوریں تھیں اس نے انہیں کھانے کی بجائے پھینک دیا اور میدانِ کارزار میں گھس کر دادِ شجاعت دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا اور جنّت حاصل کر لی۔

یہ واقعہ واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم اور فرمان کو بسرو چشم اور بلا کسی پس و پیش کے فوراً قبول کر لینا چاہیئے کہ یہی نجات کی راہ اور خوشنودیٔ خداوندی کا سیدھا راستہ ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلنے اور آپ کے ارشادات و فرمودات کو اوڑھنا بچھونا بنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین !

محترم حضرات ! آج کی صحبت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چند نصیحتیں بیان کرنا مقصود ہے جو آپؐ نے مسلمانوں کی بھلائی کے لئے تجویز فرمائی ہیں اور جن پر عمل کر کے مسلمان امن و چین کی گذار سکتے ہیں اور معاشرہ سے ظلم و فساد اور بے شمار برائیاں آنِ واحد میں رخصت ہو سکتی ہیں۔

سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں ہزاروں مسلمان جمع تھے ارشاد فرمایا:-

کُلُّ الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَعِرْضُہٗ وَمَالُہٗ۔

ترجمہ : مسلمان کی سب چیز مسلمان پر حرام ہے۔ اس کا خون[۱] اور اس کی عزت[۲] اور اس کا مال[۳]۔

ظاہر ہے آپؐ نے یہ فرما کر فساد اور ظلم کی جڑ کاٹ دی کیونکہ عالم میں فساد اکثر ان تین کاموں سے ہوتا ہے۔ چنانچہ جب مسلمان کا ناحق خون کرنا حرام ہوا تو خون کا جھوٹا دعوےٰ کرنا، اس کی ناحق گواہی دینا بھی حرام ٹھہرایا، اور جب مسلمان کی آبرو ریزی منع ہوئی

تو اس کو ذلیل کرنا، مسخراپن کرنا، اس کی جورو بیٹی سے حرام کاری کرنا، اس کی چغلی کھانا، غیبت کرنا بھی حرام ہوا اور جب اس کا مال لینا درست نہ ہوا اور حرام قرار پایا تو راستوں میں ڈاکہ ڈالنا، چوری، دغابازی، رشوت، قمار بازی، فضول خرچی وغیرہ بھی حرام ہو گئیں۔ اس واسطے کہ ان کاموں سے اس کا مال ناحق برباد ہوتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں محافظت نوعِ انسانی کی بہترین تدبیر کی گئی ہے اور اگر اس پر عمل کیا جائے تو معاشرہ سے برائیوں اور ظلم و فساد کی جڑ کٹ سکتی ہے۔

گناہوں کی تباہی سے بچو

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَھْلِکُ وَ فِیْنَا الصَّالِحُوْنَ۔

ترجمہ: کیا ہم اس وقت بھی تباہ ہوں گے جب ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟

آپؐ نے فرمایا۔ نَعَمْ اِذَا کَثُرَ الْخُبْثُ۔ ہاں، جب گناہ بہت ہونے لگیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ گناہوں کی کثرت سب کی تباہی کا باعث ہے۔ لہٰذا ہمیں اس ارشاد سے عبرت پکڑنی چاہئے۔ خود گناہوں سے رُک جانا چاہئے اور نیکی کے راستے پر گامزن ہونا چاہئے اور دوسروں کو بھی برائیوں سے روک کر نیک کاموں کی طرف راغب کرنا چاہئے تاکہ گناہوں کی کثرت ہماری ہلاکت کا سبب نہ بن جائے۔

تقویٰ شعار ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ عن ابی ذرؓ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتق اللہ حیثما کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحہا خالط الناس بخلق حسن۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم جہاں ہو اور جس حال میں رہو (یعنی جلوت میں، خلوت میں، آرام میں یا راحت میں، رنج و غم میں یا سُکھ میں ہر حال میں) تقویٰ کو شعار بناؤ یعنی خدا سے ڈرتے رہو۔ ہر برائی کے بعد (جو تم سے سرزد ہو جائے) نیکی کرو۔ وہ اس کو مٹا دے گی۔ نیز اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

محترم حضرات! درحقیقت انسان کو صحیح معنوں میں انسان فقط اللہ تعالیٰ کا خوف اور حساب و کتاب کا ڈر بناتا ہے۔ اسی کی بدولت اسے نیک کاموں اور اچھی باتوں پر عمل کی طاقت نصیب ہوتی ہے اور اسی سے برائیوں سے بچنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

آئیے ہم سب مل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو مشعلِ راہ اور حرزِ جاں بنائیں اور تقویٰ شعاری و پرہیزگاری کو اختیار کرکے سعادت دارین کی دولت سے سرافراز ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین

●

ارضِ پاک ★

حافظ محمد ظہور الحق
ظہورؔ

ہمیں شانِ مسلمانی دکھانے کی ضرورت ہے
ہمیں اسلام کا پرچم اٹھانے کی ضرورت ہے

ہمیں قرآن کو رہبر بنانے کی ضرورت ہے
ہمیں احکام ربانی سنانے کی ضرورت ہے

محمدؐ کی غلامی میں نہاں ہے رازِ آزادی
ہمیں عشقِ نبیؐ دل میں بسانے کی ضرورت ہے

ہمارے ہی لئے ہے انتم الاعلون کا مژدہ
خدا کی ذات پر ایمان لانے کی ضرورت ہے

نہیں کچھ فاصلہ فرشِ زمیں سے عرشِ اعظم تک
جبیں خاکِ عبادت پر جھکانے کی ضرورت ہے

بحمد اللہ پاکستان ہے اسلام کی دولت
ہمیں اس میں نظامِ حق چلانے کی ضرورت ہے

وطن کی آبرو سے ہے ہماری آبرو قائم
وطن کی شان و شوکت کو بڑھانے کی ضرورت ہے

وطن کے نوجوانو! خیر اندیشو! نگہبانو!
وطن دشمن عناصر کو مٹانے کی ضرورت ہے

وہ دیکھو کفر و باطل کے اندھیرے چار سُو چھائے
ہمیں صبحِ صداقت بن کے آنے کی ضرورت ہے

ظہورؔ! اپنا نشاں اونچا رہے سارے زمانے میں
اس ارضِ پاک کو جنت بنانے کی ضرورت ہے

ذکرِ الٰہی کی فضیلت

تقریر:- حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہٗ خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ تحریر:- محمد عثمان غنی بی-اے

نومبر ۱۹۶۸ء میں واہ کینٹ میں درس قرآن و حدیث کی چوتھی سالگرہ منائی گئی- ۱۶ نومبر ۱۹۶۸ء بروز ہفتہ کی شام کو مجلس ذکر منعقد کی گئی، جس میں حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر ارشاد فرمائی -

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ وَلَانُبُوَّۃَ بَعْدَہٗ لَا رَسُوْلَ بَعْدَہٗ وَلَارِسَالَۃَ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ ہٗ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ (۱) فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۵ (پ ۲ س البقرہ ع آیت ۱۵۲) ــــ (۲) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۵ وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۵ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ۵ تَحِیَّتُھُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سَلٰمٌ صلے وَاَعَدَّ لَھُمْ اَجْرًا کَرِیْمًا ۵ (پ ۲۲ س احزاب ع آیت ۴۱ تا ۴۴)

ترجمہ:- (۱) پس مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔

(۲) اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کیا کرو اور اس کی صبح و شام پاکی بیان کرو، وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالے اور وہ ایمان والوں پر نہایت رحم کرنے والا ہے۔ جس دن وہ اس سے ملیں گے اُن کے لئے سلام کا تحفہ ہوگا اور اُن کے لئے عزت کا اجر تیار کر رکھا ہے۔

تمہیدی دعائیہ جملے

معزز حاضرین! اللہ تبارک و تعالیٰ نے مل کر بیٹھنے کا وقت اور موقعہ مرحمت فرمایا اور الحمدللہ یہ سب مل کر بیٹھنا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا پیغام سننے اور سمجھنے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ اور کتاب و سنت کی روشنی میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آنے والے دوستوں کی محنت کو، بیٹھنے، اٹھنے، آنے، جانے، جاگنے، خرچ کرنے کی ساری محنت کو قبول کر کے سفرِ آخرت کا بہترین سامان بنائے اور اپنے حبیب پاک، سیدِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل اِس دور میں استقامت اور اخلاصِ کامل کے ساتھ صحیح راستے پر چلنے کی توفیق بخشے اور ہر قسم کے شر اور فِتن سے امتِ مسلمہ کو دنیا بھر میں محفوظ رکھے۔

مومنین قانتین کی دو ڈیوٹیاں

آپ حضرات کے سامنے جو قرآنِ حکیم کی آیات تلاوت کی ہیں، ان آیتوں میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے اور جس مضمون کو بیان کرنے کا ارادہ ہے، وہ ہے ذکر الٰہی کی فضیلت، کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، اعمال میں بہترین عمل ہے، اور قرآن کریم کے اندر ذکر الٰہی کے متعلق نہایت کثرت کے ساتھ آیات موجود ہیں۔ پہلی جو آیت تلاوت کی ہے، فرمایا فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ، اے انسانو! اے ایماندارو! تم میرا ذکر کرو، اور میں تمہیں یاد کروں گا۔ وَاشْکُرُوْا لِیْ، میری جو نعمتیں ہیں، ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرو، کفرانِ نعمت نہ کرو ــــ دو کلام ہیں ــــ ایک یہ کہ ہم اللہ کا ذکر کریں ــــ اور دوسرا یہ کہ اللہ ہمیں یاد کرے ــــ ہم تو ذکر کریں اللہ تعالیٰ کا، جیسا کہ کلمہ پڑھنا، درود شریف، قرآن کریم کی تلاوت، احکام کی پابندی، جن کاموں سے اللہ ناراض ہوتا ہے اُن کاموں سے پرہیز کرنا۔ یہ سب ذکر کے مختلف طریقے ہیں۔

بندے کا ذکرِ الٰہی

اللہ تعالیٰ جو ہمیں یاد کرے گا، تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے عذاب سے ہمیں بچائے گا، اور اپنی نعمتوں سے ہمیں نوازے گا، اور زیادہ سے زیادہ انعام و اکرام سے ہم محتاجوں کو مالا مال فرمائے گا۔ تو انسان کا ذکر ہے زبان کے ساتھ، دل کے ساتھ، اور خدا کی رضا کے مطابق اپنے آپ کو چلنے اور چلانے کے ساتھ۔ یہ ہے بندے کا ذکرِ الٰہی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر، عذاب سے بچانا، دنیا اور آخرت میں آرام پہنچانا۔ تو اِس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ذکرِ الٰہی کا ارشاد فرمایا۔

ذکر ہر وقت کرنے کی اجازت ہے

اور دوسری جو آیت تلاوت کی ہے اُس کے اندر ہے اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۵ اے ایماندارو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔ بہتات کے ساتھ کرو، بہت زیادہ کرو، نہ کوئی وقت ہے کہ اس وقت میں ذکر کرنے کی رکاوٹ ہے، جیسے سورج اندر ہو، چڑھتے ہوئے یا ڈوبتے وقت، تو نماز کی رکاوٹ ہے، سجدے کی رکاوٹ ہے، جنازہ پڑھنا ممنوع ہے، لیکن ذکر کی رکاوٹ نہیں ہے، دوپہر ہو، سورج کا کسی طرف سایہ نہ ڈھلتا ہو، بالکل استوا کا وقت ہو، تو وہ نماز کسی قسم کی نہیں پڑھی جا سکتی، نہ جنازہ، نہ تلاوت کا سجدہ، نہ نوافل نہ قضا، لیکن ذکر کے لئے ذِکْرًا کَثِیْرًا ۵ زیادہ سے زیادہ ذکر کرو، چوبیس گھنٹے میں کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ جب ذکر الٰہی کی شرعاً رکاوٹ ہو اور ممانعت ہو۔ نماز کے علاوہ روزے کے لئے بھی کچھ اوقات ممنوعہ ہیں کہ عید کا دن، روزہ رکھنا منع ہے چاہے رمضان مبارک والی عید ہو، یا ذی الحجہ کے تین دن، دس، گیارہ، بارہ، تو روزے کے لئے کچھ اوقات ہیں کہ روزہ رکھنا ناجائز، نماز کے لئے اوقات ہیں کہ نماز پڑھنی اُن اوقات میں اللہ تعالیٰ نے منع کی ہے، روک دی ہے، لیکن ذکر الٰہی کے لئے کوئی دن ممنوع نہیں اور کوئی گھڑی ممنوع اور رُکی ہوئی نہیں اور کوئی تاریخ ایسی نہیں جس میں ذکرِ الٰہی کی رکاوٹ ہو، حتیٰ کہ جن دنوں میں عورتوں کو نماز پڑھنے کی رکاوٹ ہے، اور روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، اور روزہ چھوڑنے کا حکم ہے، اُن دنوں میں وہ کلمے کا ذکر کر سکتی ہیں، اور اللہ اللہ کر سکتی ہیں، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط ذکر الٰہی کے طریقے ہیں، نماز کی رکاوٹ ہے، روزے رکھنے کی ممانعت ہے، لیکن اگر ان ذریعوں میں سے کلمہ شریف سُبْحَانَ اللّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَاحَوْلَ ان میں سے کسی کے ذریعے سے ذکرِ الٰہی کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں۔

جمعہ کی نماز کے ساتھ بھی ذکر اللہ کی تاکید

نماز ارکان میں سے ایک بہت بڑا رکن ہے اور نمازوں میں سے جمعہ کی نماز اعلیٰ رکن ہے اور افضل ترین نماز ہے، لیکن وہ افضل ترین نماز یعنی نماز جمعہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (الجمعہ آیت ۱۰ پ ۲۸) فرمایا کہ نماز کے لئے تمہیں بلایا گیا تھا اور تم کام کاج چھوڑ کر جمعہ کے لئے پہنچ گئے تھے تمہارے لئے تجارت کرنی حرام ہو چکی تھی، دنیا کا کاروبار چھوڑنا تمہارے لئے ضروری ہو چکا تھا اور پابندی تھی کہ اب کوئی کام نہ کرو کسی طرح کا، اور جمعہ کی اذان جو ہو تو دوڑ کر آجاؤ۔ محنت کے ساتھ آجاؤ، جلدی پہنچ جاؤ، تو جب نماز سے فارغ ہو چکے تو فرمایا اب جلسہ برخاست، واپس جانے کی سب کو اجازت ہے، لیکن یہ نہ سمجھنا کہ بہت بڑی عبادت کرکے اب ہمیں چھٹی مل گئی، اور اب ہم آزاد ہیں ــــ نہیں، فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ، یہ تو ٹھیک ہے کہ منتشر ہو جاؤ، مجمع برخاست ہو جائے، چلے جانے کی اجازت ہے اور کیا کرو؟ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ، رزق کے لئے کاروبار کرو، تجارت ہے، دستکاری ہے، مزدوری ہے، ملازمت ہے، یہ اللہ کا فضل ہے، اللہ کا فضل حاصل کرو۔ لیکن وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا، اللہ کے ذکر سے غافل نہ رہنا، خدا کی یاد کو بھول نہ جانا، جو بھی کام کرو، وہ جسم کے پُرزے کام کریں گے، لیکن تمہاری زبان خدا کے ذکر میں رہے اور دل خدا کی محبت سے معمور، اور مسرور رہے۔ تو نماز میں سے افضل چیز جمعہ کی نماز، اس کے ختم کرنے پر بھی فرمایا کہ اللہ کی یاد اور خدا کے ذکر سے غافل نہ ہونا۔ تول میں، ناپ میں اور باقی کام کاج میں خدا کے قانون کا احترام کرنا، خدا کے قانون کے مطابق رہنا اور زبان کے ساتھ اللہ کا ذکر اور دل میں خدا کی محبت، خدا کی یاد ہونی چاہیئے۔

جہاد میں بھی ذکر اللہ سے غافل نہ رہو

جہاد ہے افضل الاعمال۔ فرمایا ذُرْوَۃُ سَنَامِہٖ اَلْجِہَادُ۔ اسلام میں جہاد اتنا بڑا اونچا عمل ہے جیسے اونٹ کے سارے جسم سے اس کی کوہان اُبھری ہوئی ہوتی ہے۔ تو جس طرح اونٹ کے جسم میں اس کی کوہان بلند اور بالاتر ہے۔ اسی طرح جہاد اسلام کی تعلیم میں تمام اعمال میں سے افضل، اعلیٰ، بہتر اور بلندتر عمل ہے، لیکن جہاد کے متعلق جب حکم آیا تو فرمایا۔ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (پ ۱۰ س الانفال ع ۲ آیت ۴۵) میدانِ جنگ میں جب پہنچو تو چٹان کی طرح مضبوط ہو کر، زمین کے اندر جیسے گڑ جاتی ہے کوئی چیز، اسی طرح ہلنے کا نام نہ آئے اور دشمن کی گھبراہٹ سے جسم پر خطرات کے کوئی نشان نہ ہوں، پہاڑ کی چٹان بن کر رہو، لیکن، وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا، اللہ کے ذکر سے نہ دل غافل رہے اور نہ زبان خاموش رہے، اللہ کی یاد دل میں رہے، نہ اپنی طاقت پر گھمنڈ ہو اور نہ اپنی قوت پر ناز ہو اور نہ دشمن کی کمزوری سے اور تعداد کی کمی سے مغرور و متکبر ہو جاؤ، کہ وہ تھوڑے ہیں، ہم زیادہ ہیں، ہمارے پاس سامانِ جنگ زیادہ ہے، ان چیزوں کو اپنے پاس رکھتے ہوئے اللہ کا سہارا، خدا کی مدد اور اُس کی نصرت دل سے طلب کرو اور زبان اللہ کے ذکر میں رہے۔ تو ذکر کے متعلق تکثیر کا حکم آیا کہ کثرت کے ساتھ کرو، نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ غافل نہ رہنا، اللہ کی یاد سے دل کو روشن رکھنا، میدانِ جنگ میں طاقت پر ناز نہ کرنا، نہ اترانا، اور نہ دشمن کو تھوڑا دیکھ کر حقیر اور قلیل سمجھنا، دل میں محبت، اسلام کا غلبہ، خدا کی نصرت کی طلب اور زبان اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہے۔

اللہ کے ذکر سے زبان کو تیز رکھنا بہترین عمل ہے

یہ تو تھیں نمونے کے طور پر چند آیتیں جن میں ذکرِ الٰہی کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ماننے والوں کو متوجہ فرمایا۔ حدیث شریف کے اندر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا گیا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا، جب پوچھا گیا کہ کونسا عمل بہترین عمل ہے تو جناب نے مختلف سائلوں کو مختلف جواب فرمائے۔ ٹھیک ہے، معالج اور حکیم ہر بیمار کو اس کے مزاج اور اس کی طبیعت اور اس کی حالت کے مطابق نسخہ تبلاتا ہے، سب کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکتا نہ سب کے لئے نسخہ ایک ہوتا ہے اور نہ ہر نسخے کی مقدار استعمال کی سب کے لئے یکساں ہوتی ہے۔ کسی کو ایک ماشہ دوائی دی جاتی ہے، اور کسی کو ایک ماشہ ہر تین گھنٹے کے بعد کھانی ہوتی ہے، تو جیسے بیمار ویسے اس کا علاج۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب سوال کیا گیا کہ کونسا عمل بہتر ہے؟ تو ایک دفعہ فرمایا کہ نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا یہ بہترین عمل ہے اور کسی موقعے پر فرمایا کہ ماں باپ کی خدمت کرنا، یہ بہترین عمل ہے۔ اور کسی وقت فرمایا اَنْ یَّکُوْنَ لِسَانُکَ رَطْبًا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ تو سب احسن الاعمال ہیں۔ ماں باپ کی خدمت بہترین عمل ہے، نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا بہترین عمل ہے، جہاں اور اعمال بہترین ہیں وہاں اُن بہترین اعمال میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم کی مبارک زبان سے یہ بھی ہوا کہ بہترین عمل یہ ہے کہ تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تروتازہ رہے۔ تو گویا ذکرِ الٰہی کی جہاں قرآن کریم کی آیتوں کے اندر ترغیب ہے وہاں احادیثِ نبویہ کے اندر بھی ذکرِ الٰہی کے متعلق ترغیب ہے اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ذکر کرنا بدعت نہیں ہے

بعض دفعہ کچھ ذہن کے اندر خیال آتا ہے یا لوگوں کے دلوں میں خیال گزرتا ہے کہ شاید یہ کوئی نیا کام شروع کیا گیا اور دین کے اندر کوئی نیا کام شروع کرنا نہ خدا کو پسند ہے اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روکا ہے کہ دین کے اندر کوئی نئی چیز شامل کی جائے اپنے خیال سے، اپنی آرزو سے، اپنی چاہت سے، اپنی تمنا سے، محبت اور پسندیدگی سے، کوئی ایسی چیز جو دین کے اندر نہ ہو اور اس کو شامل کیا جائے تو یہ تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، ایک جگہ نہیں بلکہ کتنی جگہ پر، عوام کو نہیں بلکہ انبیاء کرام کو بھی ہوا پرستی سے روکا۔ سورۃ ص تیئسواں پارہ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا اسم مبارک لے کر فرمایا یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْہَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ (ص ع ۲ آیت ۲۶) اے داؤد! ہم نے آپ کو خلافت بخشی ہے اور اس لئے بھیجا ہے کہ آپ ہمارے قانون کو اپنی امت میں اور عملاً اُن میں نافذ کریں، فرمایا، وَلَا تَتَّبِعِ الْہَوٰی ــــ ہوا پرستی، دل کی چاہ

دل کی خواہش سے کوئی کام نہ کریں اس لئے کہ جو لوگ دل کی خواہشات پر چلتے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے، اس لئے کہ اُنہیں قیامت کا دن یاد نہیں رہا، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (پ۲ س البقرہ ع ۱ آیت ۱۴۵) فرمایا کہ اگر آپؐ نے اہل کتاب کی خواہشات کے مطابق عمل کیا تو پھر آپؐ کا نام ظالموں میں آجائے گا۔ تو کوئی خیال دل میں آئے یا کوئی کہے کہ بھئی یہ تو دین کے اندر نئی ہے، بھئی دین کے اندر نئی بات نہیں، دین کے اندر نئی بات نہیں، دین کے اندر کی بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ باہر سے کوئی چیز وہ لائی جاتی ہے جو دین کے اندر نہ ہو اور باہر سے اندر لائی جائے، وہ ہے ممنوع، اور وہ ہے گناہ، اور وہ ہے گناہ، اور وہ ہے شریعت کے خلاف، لیکن یہ تو دین کے اندر موجود ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں، لوگوں کو اپنے بھولے ہوئے سبق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ بھائی ذکرِ الٰہی کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر حکم فرمایا۔ تو اب اگر کوئی کہے کہ بھئی اللہ کا ذکر کیا کرو، یہ پندرھویں دن یا آٹھویں دن، یا مہینے کے بعد، یہ تو ایسا ہے جیسے بچوں کو سبق پڑھایا جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بس ایک دفعہ پڑھ لیا، بس ختم ہوگیا۔ نہیں، مقصد یہ ہے کہ جیسا یہاں آکر اللہ کا ذکر کرتے ہو، محبت کے ساتھ آتے ہو، وقت دیتے ہو، نیند اپنی چھوڑتے ہو، تو یہ یاد دہانی ہے اور توجہ دلانی ہے، یہاں سے چلے جانے کے بعد، رات ہو یا دن، گھر ہو یا راستہ، کام کاج ہو یا فرصت کا وقت، یہ سبق جو تمہیں دیا گیا ہے نا اللہ کے ذکر کا، یہ تروتازہ رہے، اس کی طرف دھیان رہے اس کی طرف توجہ رہے۔ تو یہ دین کے اندر کی بات ہے، باہر کی بات نہیں، صرف اس بھولے ہوئے سبق کو تازہ یاد کرانے کے لئے اور اس بڑی چیز کی طرف ذہن کو توجہ دلانے کے لئے یہ کیا گیا ہے۔

حضرت امام اعظمؒ کا ساری ساری رات ذکر کرنا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام زبان کے ساتھ، دل کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے، اولیاء کرام ذکرِ الٰہی بکثرت کیا کرتے تھے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بعض دفعہ ساری ساری رات اللہ کی یاد میں بیدار رہ کر گزارا کرتے تھے۔ تو بہرحال ذکرِ الٰہی کوئی نئی چیز نہیں، اللہ تعالیٰ کی یاد سے خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، دنیا اور آخرت کے مصائب دور ہوتے ہیں۔

ایصالِ ثواب کے دو طریقے

ذکرِ الٰہی کے علاوہ ایصالِ ثواب کے متعلق دو چیزیں پیش کرنی ہیں۔ ایک یہ کہ جب کسی کو ثواب پہنچایا جائے تو ثواب پہنچانے کے دو طریقے لکھے ہیں۔ یہ دو طریقے لکھے ہیں حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی قدس اللہ سرّہٗ نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ، برّد اللہ تعالیٰ مضجعہٗ نے اپنے مکتوبات شریف میں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر میت کو اس طرح ثواب پہنچایا جائے جیسے میں کہوں۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا اللہ! اس بسم اللہ کا ثواب بطفیل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلطان الاولیاء حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے محترم والدین اور اُن کی اہلیہ محترمہ کو پہنچادے"۔۔۔۔ ایک طریقہ یہ ہے ثواب پہنچانے کا کہ بہ طفیل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔۔۔۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا اللہ! اس بسم اللہ شریف کا ثواب سید الاولیاء سلطان الاولیاء حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شیخ التفسیر اور ان کے محترم والدین اور ان کے اہل و عیال میں سے جو فوت ہو چکے ہیں اُن کو پہنچا دے۔ تو فرمایا حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دونوں طریقوں سے میّت کو ثواب پہنچانا درست ہے۔ اُس طرح بھی ٹھیک ہے، اِس طرح بھی ٹھیک ہے۔ دونوں طریقوں سے ثواب پہنچ جاتا ہے۔ بہرحال ایک چیز یہ ہے کہ میت کو ثواب پہنچانے کے دو طریقے ہیں۔ اور حضرت مجدّدؒ کے فیصلے کے مطابق دونو طریقے ٹھیک ہیں۔

براہِ راست ایصالِ ثواب کرنا زیادہ مفید ہے

ہاں حضرت مجدّدؒ نے یہ فرمایا کہ براہِ راست بھیجنا میّت کے لئے زیادہ مفید ہے اور بالواسطہ بھیجنا میّت کے لئے اتنا مفید نہیں جتنا زیادہ مفید ہے براہ راست بھیجنا۔ اِس نکتے کو انہوں نے بیان بھی فرمایا ہے کہ کیوں زیادہ مفید ہے۔ شاید میں نہ سمجھا سکوں، یہ میری کمزوری ہوگی، آپ اگر سمجھ جائیں، تو یہ آپ کے ذہن کی قوت اور طاقت ہوگی۔ اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو یہ میرے سمجھانے کا قصور ہوگا کہ میں آپ کو نہیں سمجھا سکا۔ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چیز ایصال ثواب کیا جائے بلا واسطہ، براہ راست کہ یا اللہ! اس کا ثواب میرے ابّا کو پہنچے، اس کا ثواب میری اماں کو پہنچے، تو فرماتے ہیں کہ پھر وہ میّت، وہ روح، وہ انسان اس چیز کو لے کر حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کرتا ہے کہ یہ آپؐ کی بدولت، یعنی آپؐ نے راستہ بتلایا کہ اس ذریعے سے زندہ انسان مُردہ کو فائدہ پہنچا سکتا ہے، یہ حضورؐ کی برکت ہے کہ ہمیں موت کے بعد بھی خدا کی طرف سے، زندہ انسانوں کے ذریعے سے فائدے اور نعمتیں پہنچ رہی ہیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہو کر کچھ بڑھا دیتے ہیں۔ تو انعام و اکرام زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایصالِ ثواب ہو "بطفیل" تو وہ چیز اس راستے سے آتی ہے، اِس کے اندر بڑھاؤ اور زیادتی اور کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ بہرحال کچھ ایسی انہوں نے چیز نہایت بہترین طریقے سے سمجھائی ہے اور فوقیت دی ہے اس طریقے کو کہ براہِ راست ایصالِ ثواب کیا جائے۔ دو چیزیں ختم۔

میّت کو ایصالِ ثواب کرنے والوں کا تعارف کرایا جاتا ہے

تیسرا یہ ہے کہ میّت کو جب یہ ثواب پہنچتا ہے تو مرنے والا پوچھتا ہے کہ یہ انعام کہاں سے آیا؟ یہ تحفہ کس نے بھیجا؟ تو اگر تعارف ہو، (تعارف معنی پہچان) اگر بخشنے والے اور مرنے والے کی پہچان ہو تو وہ کہتے ہیں جی تمہارا مرید، تمہارا خلیفہ، تمہارا شاگرد، تمہارا بیٹا، بیوی، خاوند، سسرا، داماد، کوئی بھی جو رشتہ دار ہے، اُس نے یہ ثواب بھیجا ہے یہ تحفہ بھیجا ہے۔ اور اگر جان پہچان نہ ہو، مثلاً میں کہوں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔۔۔ یا اللہ! اس کا ثواب میرے ابّا سے ساتویں پشت تک دادا اور میری امّاں سے ساتویں پشت تک نانی نانا، جتنے فوت ہو چکے ہیں سب کو پہنچے۔" تو اب وہ جتنے ہیں امّاں کے علاوہ، ابّا کے علاوہ، ننھیال اور ددھیال، میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ تو اب وہ کہیں گے کہ یہ کہاں سے آیا؟ تو فرشتے پہچان کرائیں گے کہ یہ تیری نسل میں ایک ہے آدمی

جس کا نام ہے بشیر احمد، اس نے یہ تحفہ آپ کی طرف بھیجا ہے ۔ تو زندہ انسان کے ذریعے سے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے، مرنے والوں لو اُس کا تعارف اور پہچان کرائی جاتی ہے، وہ روحیں خوش ہوتی ہیں، اس لئے ثواب پہنچانا اچھی چیز ہے۔ اور ضرور پہنچانا چاہیئے۔

ایصالِ ثواب ہر وقت اور ہر جگہ کیا جا سکتا ہے

باقی اللہ تعالیٰ نے اپنی کھلی رحمت کی وجہ سے کوئی تاریخ نہیں مقرر کی، اس لئے کہ مرنے والے پچھلوں کی امداد کے لئے بیقرار ہوتے ہیں۔ اب اگر خدا کوئی تاریخ مقرر کرتا تو اتنی تاریخ تک تو وہ ثواب کا ذخیرہ جمع رہتا اور جب وہ تاریخ آتی، پھر وہ تقسیم ہوتا۔ اگر کوئی دن خدا مقرر کر دیتا تو وہ کچھ دن پہلے وہ انتظار میں گزرتے اُن کے، پھر پہنچتا۔ تو اللہ تعالیٰ کی کھلی رحمت نے مرنے والوں کی احتیاج کو نظر میں رکھ کر نہ وقت کی کوئی قید رکھی، کہ فلاں وقت میں ثواب پہنچتا ہے، اور نہ کوئی دن کی تعیین کی کہ فلاں دن میں ثواب پہنچتا ہے۔ اور نہ کوئی تاریخ مقرر کی کہ فلاں تاریخ کو ثواب پہنچتا ہے، نہ کوئی مہینہ مقرر کیا کہ فلاں مہینے پہنچایا جاتا ہے، نہ کوئی جگہ مقرر کی کہ فلاں جگہ پر پہنچنے سے ثواب ہوتا ہے جب تک اس جگہ پر نہ پہنچیں، ثواب نہیں پہنچتا۔ اور نہ یہ کبھی اتنے افراد اکھٹے ہوں اور فلانے فلانے اکھٹے ہوں تب ثواب پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ نے چوبیس گھنٹے، ہر پل، اور ہر ذریعے سے راستے کھول رکھے ہیں، نہ کسی کو بلانے کی ضرورت ہے، نہ کسی تاریخ کی ضرورت ہے، نہ کسی وقت کا انتظار ہے، نہ کسی مہینے کا انتظار ہے، نہ کوئی خاص شکل و صورت ہے، بس کہہ دو کہ یہ پڑھا ہے، اس کا ثواب فلاں کو پہنچے، یا دعا مانگو کہ یا اللہ! فلاں کو مغفرت کر دے، یا کوئی چیز فی سبیل اللہ دی ہے، اس کا ثواب فلاں کو پہنچے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں کتاب و سنت کی روشنی میں اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ الحمد للہ کہ حضرت مولانا قاضی صاحب کے ذریعے سے کلمۂ حق پہنچتا رہتا ہے ۔ اور سعادت مند روحیں اُن کے فیض سے حضرت شیخ التفسیر قدس اللہ تعالیٰ سرہ، نوّر اللہ تعالیٰ مرقدہٗ کے فیض سے فیض یاب ہوتی ہیں۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا کشفِ قبور

ایک واقعہ بیان کر کے ختم کرتا ہوں ۔ ایک دفعہ

(باقی صـ۱۲ پر)

(قسط ۵)*

قرآنی توحید

پروفیسر حافظ عبد المجید ایم ۔ ایس ۔ سی ۔ ایم ۔ اے

وہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔

۲۴۔ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (۲۹:۳)

ترجمہ: فرما دیجئے اگر تم اس بات کو جو تمہارے سینوں میں ہے چھپاؤ یا ظاہر کرو۔ اس کو اللہ جانتا ہے اور آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ سب کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت کا اندازہ کرو۔ اربوں انسانوں میں سے ہر ایک کے دل میں جو راز پنہاں ہیں وہ ان سب سے باخبر ہے وہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے۔ اس کی قدرت نہایت وسیع اور ہر چیز پر حاوی ہے۔ ایسی قدرتوں والے اور ایسے علیم و حکیم خدا کے علاوہ اور کسی کی کیوں عبادت کی جائے۔ وہ خود ہر ایک کی بات کو سنتا ہے ۔ اس لئے اسے کسی ایسے واسطے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں جو مخلوق کی فریاد کو اس تک پہنچا سکے۔ درمیانی واسطوں کی ضرورت تو اس کو ہوتی ہے جو ہر ایک کی بات کو سن نہ سکے۔ اس لئے عبادت ہو تو اس کی، بندگی کی جائے تو صرف اس کی، مصیبتوں اور تکلیفوں میں مدد کے لئے پکارا جائے تو صرف اسی کو۔

حضرت زکریّا علیہ السلام کی دعا

۲۵۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝ (۳۸:۳)

ترجمہ: اس موقع پر (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا۔ عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! مجھے خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد عنایت کیجئے، بے شک آپ دعا کے بہت سننے والے ہیں۔

فائدہ: حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کی بیوی دونوں بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے اب تک اولاد نہ ہوئی تھی اور اولاد سے مایوس ہو چکے تھے۔ معلوم ہوا کہ اولاد کا دینا بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے اختیار میں نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ نبی اولاد حاصل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے تو اور کون سا بزرگ، کون سا ولی اللہ، کون سا فقیر ایسا ہے جو کسی کو اولاد عطا کر سکے۔ افسوس! کہ آج مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ فلاں قبر والا، فلاں مزار والا اولاد عطا کرتا ہے۔ گویا اس زمانہ کے بزرگوں اور فقیروں کی طاقت نبیوں سے بھی بڑھ گئی ہے نبی ہوں یا ولی سب اس کے محتاج ہیں ۔ اسی کے دربار کے سوالی ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں غیبی رزق کے پیہم ساماں دیکھے تو اپنے پروردگار سے التجا کی کہ اگر تو بے سوچے سمجھے پھل ظاہری اسباب کے بغیر مہیّا کر سکتا ہے تو اس عمر میں جب کہ اولاد حاصل ہونے کے تمام اسباب ختم ہو چکے ہیں اولاد بھی عطا کر سکتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کی اس قدرت پر کہ وہ ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود اولاد عطا کر سکتا ہے حضرت زکریّاؑ کو یقین تو پہلے ہی تھا کیونکہ نبی تھے لیکن چونکہ ایسا ہونا خلافِ عادت ہے۔ اس لئے اس کی درخواست کرنے کی جرأت نہ کی۔ لیکن جب انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بار بار اور مسلسل غیب سے آنے والے بے موسمے پھلوں کو موجود پایا تو انہوں نے اپنے آقا و مولیٰ کو پکارا کہ صالح اولاد عطا فرما۔ (باقی آئندہ)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں درسِ قرآن

منعقدہ ۲۶ر نومبر ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی' اے

(۶)

فرمایا۔ مَیں تیرا رب ہوں ، تجھے آج تک پالا ہے کہ نہیں پالا ؟ سچی بات ہے میرے بھائیو! مجھے کس نے پالا ؟ اللہ نے ، آپ کو کون پالتا ہے ؟ اللہ ـــــ کسی کی طاقت ہے کوئی اپنے آپ کو پالے ؟ کہاں ہیں ہمارے علم و فن اور ہنر ؟ اللہ تعالےٰ چاہے پاگل بنا دے ، کہاں سے کمائیگا؟ اللہ آنکھیں سلب کرلے ، اندھا ہو جائے ، کہاں سے کمائے گا ؟ اللہ لقوہ کر دے ، فالج کر دے ، کہاں سے کمائے گا ؟ (اللہ بیماروں کو شفا دے اور بیماریوں سے مجھے آپ کو بچائے) تو جس اللہ نے جان دی وہ روٹی نہیں دے گا ؟ فرمایا اس لئے مجھ پر یقین رکھ۔ مَیں تیرا رب ہوں۔ ابھی تو تو ماں کے رحم میں ہوتا ہے باہر نکلنے سے پہلے مَیں تیرے لئے دودھ پیدا کر دیتا ہوں۔ اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِۙ ۞ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِۙ ۞ وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِۚ ۞ (البلد ۸تا۱۰) فرمایا او بے وفا انسان! او مکار دھوکے باز ، روٹی کے لئے مجھے ناراض کرنے والے اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِۙ ۞ تیری آنکھیں کس نے بنائیں ؟ وَلِسَانًا ، تیری زبان کس نے بنائی ؟ وَشَفَتَيۡنِ ۞ تیرے ہونٹ کس نے بنائے ؟ وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ ۞ اور تیرے پیدا ہوتے ہی تیری رہنمائی تیری ماں کی چھاتیوں کی کی طرف کس نے کی ؟ تو کون سا ڈپلومہ لے کر آیا کہ ماں کی چھاتیوں سے دودھ پی رہا ہے ؟ کس نے وہاں پر ملیں اور کارخانے لگائے ؟ کس نے وہاں پر فیکٹریاں لگائیں ؟ مَیں تیرا رب ہوں ۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ ۚ (الانعام ۱۰۲) مَیں تیرا رب ہوں ، وہاں بھی رب ، اب بھی رب ، بعد بھی رب ،

تو فرمایا اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ، اپنے پالنے والے سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہ لو ، اس کے عذاب سے بچنے کے لئے سر پر مغفر پہن لو ، اور وہ مغفر کون سا ہے ؟ اللہ کے سامنے جھک جانا ، گناہوں کی معافیوں کے لئے اپنے دامن کو بچھا دینا ۔ اللہ تعالےٰ گنہگار کو قریب کرتے ہیں ۔ حقیقت ہے اللہ تعالےٰ گنہگار کو قریب کرتے ہیں اور گنہگار کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں (اللہ مجھے آپ کو استغفار کی توفیق عطا فرمائے)

حضورِ انور فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) حضورؐ نے ایک مثال دی۔ آپ فرماتے ہیں ۔ دیکھئے ، بتائیے ، ایک آدمی جب سفر میں جا رہا ہو ، اونٹنی پر وہ سوار ہو ، اونٹنی پر اس کا کھانا بھی ہو ، اس کا پانی بھی ہو ، صحرائی مسافر ہو ، کئی کئی میل تک کھانا پانی نہ ملتا ہو اور وہ کہیں سستانے کے لئے کسی پودے کے نیچے ، کسی پیڑ کے نیچے بیٹھ گیا ، لیٹ گیا ، اونٹنی کو بٹھا دیا ، سو گیا ہے گہری نیند ، لیکن جب وہ اٹھا نیند سے جاگا ، دیکھتا ہے کہ اونٹنی غائب ہے ، سخت دھوپ ہے ، اس کے پاس کوئی طاقت نہیں کہ اونٹنی کو ڈھونڈے ، باہر نہیں نکل سکتا ، اب یہ کتنا پریشان ہوگا ؟ کہ یا اللہ! اونٹنی بھی چلی گئی ، کھانا بھی چلا گیا ، پانی بھی چلا گیا ، کوسوں تک دھوپ ہے ، ریت ہے ، سفر ہے ، لیکن تھوڑی دیر گذرتی ہے وہ پھر ذرا اونگھ میں ہوتا ہے ، دیکھتا ہے کہ وہی اونٹنی اپنے ساز و سامان کے ساتھ اس کے پاس بیٹھی ہے ۔ فرمایا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ، اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ وہ بندہ کتنا خوش ہوگا ؟ کہ جس کی گمشدہ متاع ، ایسی متاع جو اس کی موت کا سبب ہو سکتی تھی ، وہ اس کے قدموں میں خود بخود آ پہنچی۔ فرمایا اَللّٰهُ اَفۡرَحُ بِتَوۡبَةِ عَبۡدِهٖ۔ (اسمِ تفضیل کا صیغہ ، لام تاکیدیہ) فرمایا امام الانبیاء (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے یقین سمجھو کہ جب اللہ کا بندہ خدا کے حضور توبہ کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے ـــــ تو عرض کر رہا ہوں کہ استغفار کا مہینہ آ رہا ہے ۔ فرمایا يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا ۔ حرام نہ کھا ، مَیں تجھے حلال کی روزی دوں گا يُمَتِّعۡكُمۡ ، سامان دے گا تمہیں ، زندگی کے اسباب دے گا تمہیں ، مَتَاعًا حَسَنًا ۔ بہترین سامان ، پاکیزگی کے سامان ۔ دال دوں گا ، لیکن دال کھانے سے ولائت دوں گا ـــــ دال کھاؤ گے پانچ نمازیں نصیب ہوجائیں گی دال کھاؤ گے ذکر اللہ کی لذت آئے گی اور اگر میری بغاوت کی ، پلاؤ زردہ کھا لوگے ۔ پیشانی کو نہیں جھکنے دوگے مَتَاعًا حَسَنًا کون سی چیز بنی ؟ جس نے مالک سے بھگا دیا ؟ یا وہ چیز بنی جس نے مالک کے حضور پہنچا دیا وہ متاعِ حسنہ بنی ؟ يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا ۔ (مَیں پلاؤ زردے کے مخالف نہیں ہوں ، کہیں دعوت پر بلائیں تو نہ کھلائیں کہ یہ دال کہتا ہے ۔ نہیں یہ مطلب نہیں ہے ۔ مطلب یہ ہے) کہیں یہ نہ کہہ دینا کہ قاضی صاحب نے کہا ہے دال ۔ نہیں نہیں یہ مطلب نہیں ہے ۔ پلاؤ زردے والے بھی خدا کے آگے جھکتے ہیں ، ہم دیکھتے ہیں ، یہاں بھی بیٹھے ہیں ۔ یہ تم سب نہیں پلاؤ زردہ کھانے والے ؟ سب مولوی تھوڑے ہی ہو ؛ مَیں جانتا ہوں اس میں بڑے بڑے آفیسر ہیں ۔ اللہ ان کے نورِ ایمان کو اور ترقی دے ، اللہ ان کے اعمالِ صالحہ میں برکت پیدا فرمائے ۔ یہ پلاؤ زردے کھانے والے کاروں میں پھرنے والے ، اللہ تعالٰی کے حضور اب بیٹھے ہوئے ہی ہیں نا قرآن سننے کے لئے ! ہمارے پاس کیا طاقت تھی ؟ یہ قرآن کے شیدائی ہیں ۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن قرآنی سائے میں مجھے ان کو جگہ عطا فرمائے اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت ہم سب

کو نصیب فرمائے۔

تو پلاؤ زردے سے اللہ تعالیٰ خفا نہیں، وہ بھی اللہ کی نعمت ہے، میں ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ حرام کمایا پیٹ کے لئے اور اس پیٹ نے خدا سے بھلا دیا۔ حلال حاصل کیا تھوڑا، خدا کے قریب بن گیا ——— یُمَتِّعۡکُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا۔ تو متاعِ حسنہ کیا ہے؟ اچھا سامان جو مجھے نصیب ہو گیا، میرے بیوی بچوں کو نصیب ہو گیا، میرے گھر والوں کو نصیب ہو گیا، جس سے میں نے حج کر لیا، جس سے میں نے مسجدیں بنا دیں، جس سے میں نے اپنے بیوی بچوں کو حلال کا رزق پہنچا دیا۔ خدا نے نام پر دے دیا۔ میرے مرنے کے بعد میری قبر منوّر ہو گئی۔ (اللہ آپ کی ہم سب کی قبروں کو منوّر فرمائے) قیامت منوّر ہو گئی۔ وہ متاعِ حسنہ ہے؟ یا یہ متاعِ حسنہ ہے کہ دنیا میں بھی ذلیل، قبر میں بھی ذلیل، قیامت میں بھی ذلیل۔

اور فرمایا کہ دیکھو۔ میرے پاس ایک میٹر ہے۔ یُمَتِّعۡکُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ط وقتِ مقرر تک تم نے دنیا میں رہنا ہے۔ تمہارے لئے میری تعلیمات میں استغفار اور توبہ تمہاری زندگی کی متاعِ حسنہ کا سامان ہے۔ محنت بھی کرو، مزدوری بھی کرو، مشقّت بھی کرو، سب کچھ کرو لیکن استغفار اور توبہ کو نہ چھوڑو ——— یُمَتِّعۡکُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا۔

آگے میں ترجمہ کرتا ہوں۔ وقت تھوڑا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ نشست میں رب العالمین کو منظور ہوا تو اسی پر میں عرض کروں گا۔ وَ یُؤۡتِ کُلَّ ذِیۡ فَضۡلٍ فَضۡلَہٗ ط اور دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر اس انسان کو جو اللہ کی عبادت بڑھ کر کرے بڑھ کر جزاء ——— جتنی عبادت کرے گا، جزاء زیادہ دوں گا۔ پانچ نمازیں پڑھے گا، پانچ کا ثواب دوں گا، نوافل پڑھے گا ساتھ اور بڑھا دوں گا، زکٰوۃ دے گا، اتنی جزاء لیکن ساتھ صدقات دے گا اور دوں گا، میرے ہاں رحمت ہی رحمت ہے، شفقت ہی شفقت ہے، فضل ہی فضل ہے۔ وَ اِنۡ تَوَلَّوۡا، اگر تم پھر جاؤ گے میری بات ماننے سے، امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فرمایا کہہ دیجئے ان دنیا والوں سے، وَ اِنۡ تَوَلَّوۡا، اگر تم پیٹھ دے جاؤ گے، میری بات نہ مانو گے تو میرا کچھ نہیں بگاڑو گے۔ فَاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ کَبِیۡرٍ ۝ تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ تم اس بڑے دن کے عذاب میں نہ پھنس جاؤ جو بہت بڑا دن ہے وہ کبھی نہیں ختم ہو گا ——— فرمایا میں شفقت کے ساتھ تمہیں سمجھاتا ہوں میں رحیم نبی ہوں۔ لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۝ (التوبہ ۱۲۸) ——— میں رأفت کے ساتھ، شفقت کے ساتھ تمہیں سمجھاتا ہوں دنیا والو، اے دنیا والو! میں حریص ہوں۔ میں چاہتا ہوں کوئی متنفّس، کوئی انسان جہنّم میں نہ جائے۔ اس لئے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم استغفار کرو گناہوں سے، معافی مانگو خداوند قدوس سے اپنے گناہوں کی اور پھر توبہ کرو، اپنے قدم عمل کی طرف اٹھاؤ، تمہاری دنیا بھی بہتر ہو جائے گی اور تمہاری قیامت بھی بہتر ہو جائے گی۔

وَ اٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ط اللہ مجھے آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ: ذکرِ الٰہی کی فضیلت

میں اور سلطان الاولیاء حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شکرگڑھ کی تحصیل میں دودھوچک ایک قصبہ ہے، وہاں جلسے کے لئے جا رہے تھے۔ اگلی سیٹ پر حضرت تشریف فرما تھے، پیچھے میں بیٹھا تھا تانگے پر اور آگے کوچوان تھا نیچے بیٹھا ہوا۔ راستے میں ایک مقبرہ آیا۔ ایک قبر آئی۔ جہاں قبّہ سا، گنبد سا بنا ہوا تھا اور کچھ درخت تھے اُس احاطے میں۔ ہم اپنی زبان میں اُسے دائرہ کہتے ہیں، تو وہ دائرے میں ایک مقبرہ تھا۔ تانگہ چل رہا ہے اپنی رفتار پر، حضرتؒ کو خدا تعالیٰ نے جہاں اور کمالات بخشے تھے وہاں کشفِ قبور میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بہت بڑی فوقیت اور بہت بڑی بلندی بخشی تھی ——— تو مراقبے میں ہوئے میں ہوئے اور اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوئے، اور تانگہ بھی چلتا گیا، جب تھوڑی دور آگے بڑھے، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا "بشیر احمد!" ——— میں نے کہا "جناب!" کہ "بھئی! یہ قبر جو بنی ہوئی ہے، اس کے اندر میّت تو کوئی نہیں ہے، بس یونہی قبر ہے خالی، کوئی ڈھانچہ نہیں ہے کسی انسان کا، کوئی لاش نہیں ہے کسی بندے، مرد کی، کسی کی، یہ کیا بات ہے؟" میں بے خبر تھا، میں نے کہا، "حضرت! کیا پتہ کہ کوئی ہے یا نہیں، کب کا ہے، کیسا ہے، مجھے تو اس کے متعلق کچھ علم نہیں، نہ کبھی پوچھا ہے کسی سے" ——— جب دودھوچک میں پہنچے تو میں نے اُس بستی میں بڑی عمر والے ایک بابے سے دریافت کیا کہ "یہ راستے میں آتے ہوئے بائیں طرف جو مقبرہ ہے، مزار ہے، قبّہ ہے، گنبد ہے بنا ہوا، اور اندر قبر کا نشان بھی ہے اور بڑی اینٹیں ہیں چھوٹی اینٹیں نہیں ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ پرانے زمانے کی عمارت نہیں ہے، کوئی نئے دور کی چیز ہے، تو اس میں جو دفن ہوئے ہیں وہ کون ہیں؟ کیسے تھے، کیا ان کی سیرت تھی، کیا کردار تھا؟" کہنے لگے "وہ ایک ملنگ تھے، سر پہ بودی تھی اور بھنگ چرس پیا کرتے تھے، اور پکّے اچھے بے نماز تھے، روزے نہیں رکھتے تھے جیسے بھنگی چرسی پوستی ملنگ ہوا کرتے ہیں، اس ٹائپ کے ملنگ تھے، مر گئے لائل پور کے ضلعے میں، کسی چک کے اندر اور وہیں دفن کئے گئے، جو اس کے چیلے چانٹے بھنگڑ پوستڑ تھے، چرسی افیمی، کہنے لگے چلو باباجی دی ڈھیری اتھے وی بنا چھوڑو، سال دے سال رونق میلہ کرلواں گے ——— تو انہوں نے یونہی ایک عمارت بنا دی اور قبر کا نشان کر دیا، وہ میلہ کرتے ہیں، کچھ پیسے بنا لیتے ہیں اور کچھ کھاتے پیتے بھنگ چرس چلاتے ہیں۔ بس یہ بات ہے۔"

دل کا ایکسرے

تو یہ کشفِ قبور صلحاءِ امت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کیفیت ہوتی ہے دل کی، اس کو کشفِ قبور کہتے ہیں۔ جیسے ڈاکٹر ایکسرے کے ذریعے سے جسم کے اندر کی کیفیت معلوم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح دل کا ایکسرے ٹھیک ہو تو اولیاء کرام اُس دل کے ایکسرے سے نہ فقط دل بلکہ قبر کے اندر والے کا حال بھی ان کے مشاہدے میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے اولیاء کرام کی صحبت اور سچی عقیدت نصیب فرمائے، اور اُن کے فیض سے ہمیں دنیا اور آخرت میں فیضیاب فرمائے۔

وَ اٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ط

★

اسلام کا معاشی نظام

ضیاء الدین احمد قمر ایم اے ۔ ایم، پی، ایف (لنڈن)

اسلام ایک ایسے معاشی نظام کا بانی ہے جس کی بنیاد صرف کائنات انسانی کی رفع حاجات و ضروریات اور انفرادی و اجتماعی احتیاجات کی تکمیل پر قائم ہے ۔ وہ معاشیات کو دولتمندوں کے درمیان نفع کی دوڑ کا میدان نہیں بنانا چاہتا بلکہ رفع حاجات و تکمیل ضروریات کے لئے ایک مفید نفع بخش ذریعہ بنا کر اس کی افادیت کو عام کرنا چاہتا ہے ۔

اس نظام معیشت میں بلاشبہ زیادہ سے زیادہ کمانے والے افراد موجود ہونگے کیونکہ سعی و کسب کے بغیر کوئی مرض زندہ ہی نہیں رہ سکتا ۔ لیکن جو شخص جتنا زیادہ کمائے گا اتنا ہی زیادہ انفاق پر مجبور بھی ہوگا ۔ اور اس لئے افراد کی کمائی جتنی بڑھتی جائے گی اتنی ہی زیادہ جماعت بحیثیت جماعت کے خوشحال ہوتی جائے گی ۔ قابل اور مستعد افراد زیادہ سے زیادہ کمائیں گے لیکن اپنے ہی لئے کمائیں گے تمام افرادِ قوم کے لئے کمائیں گے یہ صورت پیدا نہ ہو سکے گی کہ ایک طبقہ کی کمائی دوسرے طبقوں کے لئے محتاجی و مفلسی کا پیام ہو جائے ۔ جیسا کہ اب عام طور ہو رہا ہے ۔

اسلامی معاشی نظام ایسا بہتر نظام ہے جو اپنے اندر علم المعیشت کے قدیم و جدید نظامہائے مذہبی و عقلی کے تمام محاسن سموئے ہوئے ہے اور اس سے بھی زیادہ خوبیوں کا مالک ہے اور ان کے نقائص سے یکسر خالی بلکہ ان کے مسموم اثرات کا بے نظیر تریاق ہے ۔ اور ان تمام محاسن کے علاوہ کے علاوہ اسے یہ برتری حاصل ہے کہ یہ دماغی اختراع نہیں ہے کہ جس کی بنیاد انتقام یا طبقاتی منافرت جیسی نامکاریوں پر رکھی گئی ہو بلکہ وہ نظام کائنات کے خالق کا بنایا ہوا نظام ہے ۔

اصولِ معاشیات قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید نے اپنی اساسی روش کے مطابق عبادات ، معاشرتی معاملات ، سیاسیات اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح معاشیات میں بھی صرف اساسی اصول اور معجزانہ اختصار کے ساتھ اصول و کلیات کا ہی ذکر کیا ہے ۔ قرآن میں رزق اور معاش کا حقیقی تعلق ذاتِ الہی سے وابستہ ہے اور وہی ہر فرد کا کفیل ہے ۔ اور اگرچہ اس کی مصلحتِ عام اور حکمتِ تام کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے اس متنوع ماحول میں رزق کے اندر تفاوتِ درجات پایا جائے لیکن امارت و غربت کے فطری تنوع کے باوجود یہاں ایک فرد بھی محروم المعیشت نہ رہنے پائے کیونکہ اس نے حق معیشت کو سب کے لئے مساوی اور برابر رکھا ہے اور کسی کو بھی اس حقِ مساوات میں دخل انداز ہونے کا حق عطا نہیں فرمایا ۔

لیکن اس منشاء الہی کے اس مقصد کو پورا کون کرے اور اس عالم اسباب میں اس کی تکمیل کس کے ذمہ واجب ہے ۔ تو اسلام کے نظام کا مکمل نقشہ جن نگاہوں کے سامنے ہے وہ بآسانی یہ جواب دے سکتے ہیں کہ اس عالم تشرع میں یہ فریضہ نائب الہٰی "خلیفہ" پر عائد ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت میں ایک بھی فرد ایسا نہیں ہونا چاہئے جو حق معیشت میں دراندازی بن سکے اور جو حکومت اس منشاء الہٰی کو پورا نہیں کرتی وہ فاسد نظام کی حامل اور نظامِ عادل سے منحرف ہے ۔

مشہور محدث ابن حزم ظاہری یہ مسئلہ تحریر فرماتے ہیں "اور ہر ایک بستی کے اربابِ دولت کا فرض ہے کہ وہ فقراء اور غرباء کی معاشی زندگی کے کفیل ہوں اور اگر مالِ فے (بیت المال کی آمدنی) ان غرباء کی معاشی کفالت کو پوری نہ ہوتی ہو تو سلطان (امیر) ان اربابِ دولت کو اس کفایت کے لئے مجبور کر سکتا ہے اور ان کی زندگی کے اسباب کے لئے کم از کم یہ انتظام ضروری ہے کہ ان کی ضروری حاجت کے مطابق روٹی مہیا ہو، پہننے کے لئے گرمی اور سردی دونوں موسم کے لحاظ سے لباس فراہم ہو ۔ اور رہنے کے لئے ایک ایسا مکان ہو جو ان کو بارش گرمی دھوپ اور سیلاب جیسے امور سے محفوظ رکھ سکے ۔

درجاتِ معیشت

اگرچہ حقِ معیشت میں سب مساوی ہیں لیکن درجاتِ معیشت میں مساوی نہیں ہیں اور معیشت میں درجات کا تفاوت ایک حد تک فطری ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ سب کے سب کے لئے سامانِ معیشت ایک ہی طرح کا ہو، لیکن یہ ضروری ہے کہ ہو سب کے لئے مگر درجات کا یہ تفاوت ایسے اعتدال پر قائم رہے کہ کسی حالت میں بھی وہ لوگوں کے درمیان وجہِ ظلم نہ بن سکے یعنی تفاوتِ درجات تو ہو لیکن ایسا کہ "معیشت" انسانوں کو دو طبقوں میں اس طرح تقسیم نہ کرے کہ ایک کی ترقی دوسروں کے فقر و افلاس کا سبب بنے ۔

تفاوتِ درجات کی مصلحت ایک خاص قسم کی آزمائش پر مبنی ہے ۔ یعنی اللہ تعالےٰ ایک جانب غنی کو صاحب ثروت بنا کر اس سے یہ مطالبہ فرماتے ہیں کہ وہ اپنی ثروت کو تنہا " اپنی ملکیت نہ سمجھے " بلکہ انفرادی ملکیت کے باوجود یہ یقین رکھے کہ وہ جس قدر زیادہ کمائے گا اسی قدر اس کی دولت پر اجتماعی حقوق زیادہ عائد ہوں گے ۔ اس لئے کہ وہ صرف اپنے لئے ہی نہیں کماتا جماعت کے دوسرے افراد کے لئے بھی کماتا ہے ، درجات کا یہ تفاوت جماعت کے دوسرے افراد کو محروم المعیشت بنانے اور ذاتی اغراض کی خاطر معاشی دستبرد کرنے کے لئے نہیں ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ کفرانِ نعمت کرتا ہے ۔ کیونکہ یہاں دولت و سرمایہ کا مقصد زیادہ نفع بازی

نہیں ہے بلکہ انفرادی حاجات و ضروریات کے ساتھ ساتھ اجتماعی حاجات و ضروریات کی تکمیل ہے۔ دوسری طرف غیر متمول سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ متمول افرادِ ملّت کے تمول کو دیکھ کر خدا کے ساتھ کفران اور ناشکر گذاری نہ اختیار کرے اور نہ حسد و بغض کو دل میں جگہ دے بلکہ طمانیت قلب کے ساتھ اپنی مختصر فارغ البالی اور خوشحالی پر شاکر رہے خرید و فروخت اور لین دین کے کاروبار میں کوئی ایسا معاملہ جائز نہیں ہے۔ جس سے فاسد نظامِ معیشت بروئے کار آئے یا اس کو کسی قسم کی بھی امانت پہنچے یا محنت اور مشقت کے لئے جائز جد و جہد بے حقیقت ہو کر رہ جائے اور اس طرح محنت اور سرمایہ کے درمیان اعتدال اور توازن باقی نہ رہے۔ اسی لئے اس نے ربٰو (سود) کے ہر قسم کے تجارتی کاروبار قمار (جوا) کی تمام ظاہری و مخفی اقسام اصناف احتکار و اکتفار کی تمام اشکال اور اسی طرح کے عقودِ فاسدہ کی دوسری تمام صورتوں کو ناجائز اور مردود قرار دیا اور معاملات کے اس شعبہ میں بھی عدل و انصاف ہی کو اساس و بنیاد قرار دیا ہے۔

اسلامی نظامِ معیشت کی اقسام

۱۔ انفرادی معیشت ۲۔ اجتماعی معیشت

انفرادی معیشت

معیشت اور اسبابِ معیشت کا تعلق

انسان کی انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کی زندگی سے وابستہ ہے اور چونکہ جماعت "جسم" کی حیثیت رکھتی ہے اور فرد اس جسم کے ایک عضو کی۔ اس لئے اجتماعی اور انفرادی شعبہ ہائے حیات کے مابین لازم و ملزوم کا رشتہ قائم ہے۔ اور ایک کا اثر دوسرے پر پڑنا ناگزیر ہے تاہم دونوں شعبوں کی تفصیلات جدا جدا قابلِ بحث ہیں اور ان میں سے قدرتی ترتیب کے لحاظ سے پہلا انفرادی معیشت کو زیرِ بحث لانے کا ہے۔

اسلام کے معاشی نظام میں فرد کے لئے تین چیزیں فطری طور پر زیرِ بحث آتی ہیں:۔

۱۔ کیا کمائیں ۲۔ کیا خرچ کریں ۳۔ کس پر خرچ کریں۔

مندرجہ بالا تین فطری سوالات کو مدِّ نظر رکھ کر اسلام نے انفرادی معیشت کو چار حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔

کسبِ معیشت

سب سے پہلی منزل "کسبِ معیشت" اور ابتغاءِ رزق کی منزل ہے۔ قرآنِ عزیز کہتا ہے۔ کہ ہر انسان کو اپنی استعداد کے مطابق معیشت کے لئے جد و جہد کرنا ضروری ہے۔ دنیا میدانِ عمل ہے اس کارگاہِ ہستی میں خدائے تعالیٰ نے سامانِ رزق کے ذخیرے جمع کر دئے ہیں مگر تلاش و سعی شرط ہے۔

کسبِ معاش کے اصول

احکامِ اسلامی پیشِ نظر ایک شخص کو کسبِ معاش کے لئے آزادی حاصل نہیں کہ جو طریقہ جی میں آئے اختیار کرے بلکہ انفرادی جدّ و جہد میں اس کو چند ایسے اصول کا پابند بنایا گیا ہے جو "نظامِ معیشت" کو فاسد ہونے سے بچاتے اور صاحبِ مشیّت کی زندگی کو معاشی رفاہیّت کے ساتھ دینی اور اخلاقی رفعت عطا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی انفرادی معیشت میں ہمیشہ دو اصول پیشِ نظر رکھے۔ ایک تو یہ کہ جو حاصل کیا جائے وہ "حلال" ہو اور دوسرے یہ کہ جن طریقوں سے حاصل کیا جائے وہ طیّب ہوں کھانے پینے، پہننے اور اشیاء کے استعمال کرنے میں نیز تمام وسائل آمدنی میں نظامِ معیشت کی روح یہ ہے کہ ایک "مسلم" کو ایسی تمام اشیاء سے بچنا چاہئے جن کی ترکیب ان عناصر سے کی گئی ہو جو جسمانی امراض کا مبدأ بننے اور اس کو اعتدال طبعی سے نکال کر امراض روحانی و اخلاقی کا باعث ہوتے ہوں اور ان اشیاء سے بھی احتراز ضروری ہے جو غرور، خود نمائی، بے جا تعیّش اور جابرانہ نخوت کا سبب بن کر مساوات، اخوت اور مواسات باہمی کے رشتوں کو قطع کرتے اور خود غرضی، ظلم اور بداخلاقی کی جانب دعوت دیتے ہوں۔ پس اگر ہمارا کسب و اکتساب ان نجس اوصاف سے پاک ہے تو وہ حلال ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ جو شے اپنی معیشت کے لئے حاصل کی گئی ہے۔ وہ اپنی ذات میں بھی اور حصول کے طریقوں میں بھی پاک رکھتی اور خبائثِ نفس سے بچاتی ہو۔ نیز اس سے دوسرے افرادِ ملت کے لئے معاشی ضیق نہ پیدا ہوتی ہو اور ظلم و سرکشی اور معاشی دستبرد کے وہ جرائم نہ پھیلتے ہوں جن سے نہ معلوم سرمایہ داری فروغ پاتی اور عام انسانی دنیا کو خلافت و مسکنت کے قعرِ ہلاکت میں ڈالتی ہو۔ پس اگر آمدنی اور وسائل آمدنی میں ان امور کا پورا لحاظ رکھا گیا تو اس کو اسلامی نقطۂ نظر سے طیّب کہا جاتا ہے۔ بہرحال کسبِ معاش میں اسلامی نظامِ معیشت یہ ضروری قرار دیتا ہے کہ حاصل کردہ شے "حلال" ہو، حرام نہ ہو، طیّب ہو، خبیث نہ ہو اور حلال و طیّب اور حرام و خبیث کے معنی و مفہوم کی توضیح و تشریح بھی بیان کر دی گئی تاکہ ان اصولوں کے سمجھنے اور پیشِ نظر رکھنے میں کسی قسم کی دِقت اور گنجلک پیدا نہ ہو۔

پس اگر ایک شخص ان تمام اساس امور کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی معاشی زندگی میں جد و جہد کرکے "وسائل معاش" بہم پہنچاتا ہے تو بے شبہ اسلامی نظامِ معیشت میں اس کی یہ کمائی "معیشتِ صالحہ" کے نام سے موسوم ہے (باقی آئندہ)

سنگِ بنیاد

راجن پور۔ مورخہ ۲۴ اپریل کو راجن پور شہر میں حضرت مولانا قاضی عبیداللہ صاحب مفتی اعظم ڈیرہ غازیخاں اور استاد العلماء حضرت مولانا غلام محمد صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ڈیرہ غازی خاں اور جناب محمد اشرف صاحب سی۔ ایس۔ پی۔ ایس۔ ڈی ایم راجن پور نے مدرسہ عربیہ کاشف العلوم کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس مبارک اجتماع میں شہر کے معززین نے کثرت سے شرکت فرمائی۔ اس تقریب کی ابتدا تلاوتِ کلام مجید سے ہوئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر رحمت اللہ خاں بلوچ ایم' بی' بی' ایس نے خطبہ استقبالیہ میں مدرسہ عربیہ کاشف العلوم کی اغراض و مقاصد اور عزائم سے معززین شہر کو آگاہ کیا۔

خطبہ استقبالیہ کے بعد مولانا قاضی عبیداللہ صاحب نے مختصر تقریر فرمائی اور آپ کی دعا سے یہ تقریب سعید اختتام پذیر ہوئی۔

●

بقیہ : مجلس ذکر

کے زمانے میں جمعہ کے دن مسجدوں میں جگہ نہیں ہوتی۔ سڑکیں بھری ہوتی ہیں، تو وہی مسلمان ہیں جو نماز پڑھنے آئیں تو سڑکوں میں بھی جگہ نہیں ملی۔ اور وہی مسلمان نماز نہ پڑھنا چاہیں تو مسجدیں نہیں بھرتیں۔

لاہور کی بادشاہی مسجد میں امام سمیت تیرہ نمازی

میں اپنی بات کہا کرتا ہوں۔ شاہی مسجد میں کبھی جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے عشاء کی نماز میں محض اس لئے نمازی گنے کہ اتنی بڑی جامع مسجد ہے، سارے پاکستان میں اس جیسی مسجد نہیں بلکہ سارے عالم اسلامی میں دوسرے تیسرے نمبر کی مسجد ہے بلکہ کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ کے بعد سب سے بڑی مسجد ہے وسعت کے اعتبار سے) لاکھوں آدمی سما جاتے ہیں۔ تو میں نے عشاء کی نماز میں آدمی گنے، ایک میں تھا دو میرے پیچھے اجمل، اکمل۔ ہم جماعت میں شریک ہوئے، ہم سارے مل ملا کے امام سمیت کل تیرہ ہوئے۔ اندازہ لگائیں کہ پتہ بھی نہیں چلتا، اونٹ کے منہ میں زیرہ، جس طرح مثل مشہور ہے، پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ انسان مسجد میں ہیں، اور یوں صبح سے شام تک تانتا بندھا رہتا ہے لوگوں کا، آنے جانے والوں کا اور مینار پر چڑھنے والوں کا، لیکن نماز کے وقت آپ گن لیجئے، ظہر، عصر کی نمازوں میں یا کبھی فجر عشاء کی نمازوں میں تو حیرت ہوگی۔ اور نیچے بازار ہے، صبح و شام اس طرح چلتا رہتا ہے جیسے کہ کہتے ہیں کہ کھوے سے کھوا چھلتا ہے۔ انسان چل نہیں سکتا۔ راستہ نہیں ملتا۔ رات دن یہی ہنگامہ رہتا ہے اور ساتھ ہی مسجد ہے وہاں یہ بے بسی۔

حسن استقامت کی دعا کرتے رہنا چاہئے

بہرحال چیز یہی ہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاُمُوْرِ۔ کہ اے اللہ! میں تجھ سے ثابت قدمی کی دعا کرتا ہوں اور تجھ سے طلبگار ہوں کہ ان چیزوں کا جن کو تو میرے لئے بہتر سمجھتا ہے، تیرے علم میں ہیں، اور مجھے صلاحیت عطا فرما، سوجھ بوجھ میں پختگی عطا فرما اور وہ نعمتیں کہ جن کا شکر اور حسن عبادت اور توفیق جن کے طلب کرنے کے لئے چاہئے وہ چیزیں عطا فرما۔ یعنی ہر وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرنا چاہئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا کا حکم دیا ہے۔ صرف دعا یہ ہی نہیں کرنا چاہئے کہ میں تندرست ہو جاؤں یا امتحان میں پاس ہو جاؤں یا ڈگری بڑھ جائے، تنخواہ بڑھ جائے یا یہ ہو جائے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ اپنی ضرورتوں ہی کے لئے نہیں بلکہ عذاب قبر سے بچنے کے لئے، عذاب جہنم سے بچنے کے لئے، درجات کی ترقی اور برتری کے لئے، عبادت میں حسن عبادت کے لئے، حسن عمل کے لئے، حسن استقامت کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دعائیں سکھائی ہیں۔ یہ کتنی عمدہ اور لاجواب چیزیں ہیں۔

اسماء الرجال کا فن صرف مسلمانوں کے پاس محفوظ ہے

آج بدقسمتی ہے کہ مسلمان دین سے بے بہرہ ہے اور حدیث میں آج کیڑے نکالنے والے "مسلمان" موجود۔ یعنی یہ حدیث وہ فن ہے کہ کفار و مشرکین اور بہترین مخلوقات کے جو گذرے ہیں، پہلی سابقہ امتوں میں انبیاء کرام اور ان کی امتیں، وہ بھی رشک کر رہی ہیں۔ اور آج ہمارے بدترین مخالف بھی کہتے ہیں کہ اسماء الرجال کا علم، علم حدیث جو ہے اور اس کے اندر جو رواۃ ہیں اور ان کے جو اسماء اور ان کے ساتھ ساتھ ان کے حالات و واقعات جو لاکھوں کی تعداد میں جمع کر دئے کہ اتنے عبداللہ صحابی تھے، اتنے عبیداللہ صحابی تھے، اتنے عبدالرحمٰن تھے، اتنے عمر تھے، اتنے عثمان تھے فلاں کا باپ فلاں، فلاں کا باپ فلاں، فلاں کی یہ حالت، فلاں سے اتنی روائتیں منقول ہیں، فلاں کا حافظ ایسا تھا، فلاں اُس زمانے میں مسلمان ہوا، یعنی پورے حالات لاکھوں کی تعداد ہیں پھر نسلاً بعد نسل موجود ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا فن ہے کہ حدیث انہوں نے روایت کی جن کے اپنے حالات محفوظ ہو گئے، جن کی اپنی نیکی اور جو ہے تاریخ میں محفوظ ہو گئی، اور کسی بھی امت کو یہ چیز میسر نہیں، نہ یہود کو، نہ نصاریٰ کو، نہ بناوٹی مذہب رکھنے والوں کو۔ اس لئے یہ فن مستقل اپنی ایک اہمیت رکھتا ہے کہ حدیثیں، قرآن حکیم کی آیات، میں نے فلاں سے، اس نے فلاں سے، اس نے فلاں سے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تک سلسلہ چلا جاتا ہے۔ بہت بڑی بات ہے۔

حدیث کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے

پھر ایک ایک جملہ سونے سے لکھنے کے قابل ہے۔ حدیثیں تو بے شمار ہیں۔ وقت نہیں کہ بیان کی جا سکیں۔ لیکن اندازہ لگائیے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاُمُوْرِ وَ اَسْأَلُکَ عَزِیْمَۃَ الرُّشْدِ وَ اَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ وَ اَسْأَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَّ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ اِنَّکَ وَ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ کہ تو غیب کا علم جاننے والا ہے۔ جو میرے لئے مضر ہے اس سے مجھے بچا، جو میرے لئے بہتر ہے اس پر مجھے ثابت قدم رکھ۔ اور مجھے قلب سلیم عطا فرما، حسن عبادت کی توفیق عطا فرما۔ عبادت ہی نہیں بلکہ اس میں حسن، اعلیٰ درجے کی عبادت کی توفیق عطا فرما۔ اور میں تجھ سے طلب کرتا ہوں ہدایت، طلب کرتا ہوں شکر نعمت، یعنی حضور کا ارشاد ہی نہیں بلکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (ابراہیم آیت ۷) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کروگے تو وہ اور دے گا، کفران نعمت کروگے تو وہ سابقہ بھی چھین لے گا۔ عبادت ہی نہیں بلکہ بہترین طریقے سے عبادت۔

رنگ فروش اور رنگ ساز

اور وہ پھر سیکھنے ہی سے آتی ہے، بغیر

سیکھے کوئی اللہ کا نام بھی نہیں جانتا۔ دیکھئے نا نماز آپ نے اپنے بزرگوں سے سیکھی، اللہ والوں کے ہاں جاکر کے اس کے اندر رنگ آجاتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، علماء رنگ فروش ہیں اور اور اللہ والے رنگ ساز ہیں۔ جیسے کپڑے پر رنگ چڑھانا کسی اور کا کام ہے، اور رنگ دینا کسی اور کا کام، یہ رنگ چڑھانا آسان نہیں، دھبے پڑجاتے ہیں ہم آپ کراتے ہیں، کہیں کم زیادہ ہوجاتا ہے۔ دیتے ہیں رنگ نیلا، وہ کالا پڑجاتا ہے زیادہ، اگر کم دیں تو نیلا ہی پورا نہیں ہوتا۔ یہ بھی ایک فن ہے، کمال ہے کہ کس طرح ہونا چاہیئے۔ تو اسی طرح اللہ والے جو ہیں، رنگ چڑھاتے ہیں، کہ وہی دین جو اللہ والوں نے سیکھا، علماء نے بتایا ہے اس پر، تہجد پر قائم رہ کرکے پابند رہ کرکے دکھاتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک عالم تہجد کے فضائل بیان کرسکتا ہے، گھنٹوں اس کے لطائف اور اس کے انعامات بیان کرسکتا ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ اس بیان سے وہ پابند بھی ہوجائے۔ اللہ والوں کی صحبت میں جائے گا، چاہے وہ اتنی لچھے دار اور دھواں دار تقریریں نہ کرسکیں لیکن وہ عبادت اور حسنِ عبادت پر پابند ہوگا اور تہجد کا پابند ہوگا۔ یہ اللہ والوں کے ہاں جانے سے چیز ملتی ہے۔

علماء دیوبند شریعت اور طریقت کے جامع ہیں

بہرحال ضرورت دونوں چیزوں کی ہے، علم بھی، عمل بھی۔ علم پہلے چاہیئے، اس کے بعد عمل کی ضرورت ہے۔ علم علماء ربّانی سے ملتا ہے اور عمل بھی انہی اللہ والوں سے ملتا ہے۔ جنہوں نے خود رشد و ہدایت کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر سیکھی ہے اور ہمارا یہ جو طریقہ ہے دیوبندی بزرگوں کا اس میں کمال یہی ہے کہ شریعت اور طریقت کو جمع کیا ہوا ہے۔ صرف لفاظی ہی لفاظی نہیں اور صرف یہی نہیں کہ بعض ہیں وہ "فقیر، کہتے ہیں" جی یہ ملاؤں کی شریعت نہیں ہے، یہ "معرفت" کی باتیں ہیں، وہ ملاں کیا جانیں؟" اور اپنے آپ کو ان سے الگ جانتے اور جو خرافات چاہتے ہیں سو کرتے ہیں اور اس میں الٹا علماء کی مذمت کرتے ہیں حالانکہ دین وہ ہے جو کتاب و سنت پر مبنی ہے۔ اس سے ہٹ کے دائیں بائیں ایک رتی بھر بھی قابلِ اعتناء نہیں۔

خلافِ شریعت پیروں کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنا حرام ہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ نقل کرتا ہوں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ خلاف شریعت چلتا ہوا کوئی پیر لاکھوں مرید پیچھے لگاکر لائے، آسمان پر اڑتا ہوا آئے، انگارے پھانکتا، پانی پہ چلتا ہوا نظر آئے، خلاف شریعت چلتا ہے تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنا حرام ہے، بیعت ہوجائے تو توڑنا فرضِ عین ہے۔ یعنی اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالٰے کے رسولؐ نے فرمایا تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ دو چیزیں چھوڑ کے جارہا ہوں تم میں کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّتِ رَسُوْلِہٖ۔ اس پر جو عمل کرے وہ صاحبِ استقامت ہے، صاحب رشد و ہدایت ہے، اس کی اتباع ہمارے لئے واجب ہے اور وہ جو بھی بات کہتا ہے، آپ اس سے باز پرس کرسکتے ہیں کہ جو بات کہتے ہو تو دلیل دو، قرآن مجید سے دلیل دے دے فَھُوَالْمُرَادُ۔ اور اگر کتاب و سنت سے ہٹ کر ہے، دلیل نہ دے سکے تو واقعی وہ شعبدہ باز ہے اس کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنا حرام ہے۔

دعا

اللہ تعالیٰ سے استقامت کے طلب گار ہونا چاہیئے تاکہ جو قدم نیکی کی طرف اٹھے، اللہ تعالٰے وہ قدم آگے بڑھانے کی توفیق دے، کسی بدعملی کے باعث اللہ تعالیٰ رجعتِ قہقری سے بچائے۔ آمین۔

بقیہ: اداریہ

اس طرح کڑی سزائیں مقرر کریں جس طرح بردہ فروشی، رشوت، سمگلنگ، ناجائز منافع خوری اور زرِ مبادلہ چھپانے یا غلط استعمال کرنے پر مقرر ہیں۔

مساجد و اوقاف کی نگرانی کے لئے حکومت نے ایک محکمہ اوقاف قائم کر رکھا ہے۔ ہم اس محکمہ کے اربابِ بست و کشاد کی خصوصی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ وہ جہاں اس طرف زیادہ زور دیتے ہیں کہ محکمہ اوقاف کی آمدنی کتنی ہے اور کس طرح اس میں اضافہ کیا جاسکتا ہے وہ اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں کہ ان کا اصل کام اصلاحِ احوال ہے اور اس بارے میں اپنی مساعی کو تیز تر کر دیں۔ اللہ تعالٰے ہمیں اپنی رضا پر چلنے اور دین کی خاطر کام کرنے کی توفیق دے۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ راجِعُون

سلطان فونڈری والے حضرات اور مرزا غلام نبی جانباز سے کون ناواقف ہے۔ مولانا محمد اکرم جمعیۃ علماے اسلام پاکستان کے ذمّہ دار فرد اور ان کے بھائی محمد افضل صاحب تبلیغی جماعت کے سرگرم کارکن ہیں۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان قاضی احسان احمدؒ شجاع آبادی جیسے حضرات کے خدام ہونے پر انہیں شرف حاصل ہے۔ اور مرزا غلام نبی جانباز ہماری ملکی ملّی تحریکِ آزادی کے نامور شاعر اور جانباز سالار ہیں۔ یہ دونو گھرانے عظیم حادثے سے دو چار ہوئے ہیں۔ اوّل الذکر حضرات کے بڑے بھائی مولانا محمد اسلم صاحب اور مرزا صاحب کی اہلیہ محترمہ کا اس ہفتہ انتقال ہو گیا ہے مولانا محمد اسلم صاحب پورے گھر کے سرپرست تھے اور اہلیۂ جانباز ان کے عمر بھر کے دکھ درد کی ساتھی۔ جانباز صاحب پر ایسے مواقع بے شمار آئے کہ اگر ان کی اہلیہ دم ساز نہ ہوتی تو شاید وہ حوصلہ ہار جاتے۔

دونوں حادثوں سے دونوں گھرانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور اس کا صدمہ ان کو بہت شدید ہوگا تاہم ان حضرات کے تمام ملنے والے اس صدمہ کی کسک اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں اور ہم یوں سمجھتے ہیں کہ گویا ہماری ایک عزیز شے ہم سے چھن گئی ہے۔ لیکن موت سے کسی کو مفرّ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے احکام قضا و قدر بہرحال نافذ ہو کر رہتے ہیں اور انہیں قبول یا تسلیم کئے بغیر چارۂ کار نہیں۔ اسی لئے کتاب و سنت کی یہ تعلیم ہے کہ ہم ایسے مواقع پر کہیں اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ راجِعُون کہ "ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور ہم سب نے اسی کی طرف لوٹنا ہے"۔ جس کا پہلے وقت آگیا وہ پہلے چلا جاتا ہے جس کا بعد آتا ہے وہ بعد (م)

(م) اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمان ان مواقع پر صبر و استقامت سے کام لے ـــ ہم تمام قارئین سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہر دو جانے والوں کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

اقوالِ زرّیں

محمد امین ـ کراچی ۶ـ

- دنیا میں ہر آدمی دوسرے کو سمجھاتا ہے مگر اپنے آپ کو سمجھانے والے بہت کم ہیں۔
- دنیاوی عیش و آرام میں کھو کر دین سے غافل ہونا بدنصیبی کی انتہا ہے۔
- ایمان کے بعد سب سے بڑی نیکی خلقت کو آرام پہنچانا ہے۔
- مشکلات پر قابو پانے کے لئے مستقل مزاجی اور نماز کا سہارا پکڑو۔
- تمہاری تکلیفیں تمہارے ہی اعمالوں کا نتیجہ ہیں ـ اپنے اعمالوں پر نظر ڈالو۔
- کھاؤ، پیو، پہنو اور خیرات کرو مگر اسراف فضول خرچی اور غرور نہ کرو۔
- زمانہ کو بُرا مت کہو۔ زمانہ میں نحوست نہیں ہوتی۔ نحوست تو تمہارے شامتِ اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔
- آدمی کے بُرا ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ خود نیک نہ ہو اور دوسروں کو بُرا کہے۔

ہفتہ وار درس حجۃ اللہ البالغہ

دورِ حاضر کے عُمرانی مسائل پر فلسفہ ولی اللّٰہی کی روشنی میں سلسلہ تقاریر

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کے زیر اہتمام "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ حکیم الامّت حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کا ہفتہ وار درس ہر اتوار کو صبح ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک بمقام دفتر سوسائٹی ۲۲۳ ـ این، شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد، لاہور ہوتا ہے۔ درس ولی اللہ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری صاحب دیتے ہیں جو امام انقلاب شارح حکمت ولی اللّٰہی حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے فیض یاب ہیں۔ اور ان کے معتمد خصوصی رہ چکے ہیں۔ آغاز امام صاحب کے عمرانی افکار سے کیا گیا ہے۔ آخری پندرہ منٹ درس کے موضوع کے متعلق توضیحی سوال و جواب کے لئے مخصوص ہیں۔ اہلِ علم حضرات کے لئے "فلسفہ ولی اللّٰہی کے خصوصی مطالعہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ ترقی پسند اصحاب کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ تشریف لا کر اس مطالعے سے مستفید ہوں اور ان افکار کو پاکستان میں ایک ترقی کن خوشحال معاشرے کی تشکیل و تعمیر کے لئے بنیاد بنائیں۔

الداعی: محمد مقبول عالم بی اے جائنٹ سیکرٹری
ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور۔

ضروری درخواست

استاذ العلماء حضرت مولانا السید حامد میاں مدظلہم شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ، لاہور، ان دنوں ہم شرکاء دورۂ حدیث شریف کو رات کے وقت بھی بخاری شریف کا سبق پڑھاتے ہیں ـ یہ سبق عام طور پر ۹ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک ہوتا ہے۔ اس دوران جب کوئی صاحب حضرت مدظلہم سے ملنے آجاتے ہیں تو ہمیں سبق کے لئے کافی انتظار کرنا پڑتا ہے اس لئے ہم جملہ احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہماری تکلیف کے پیش نظر کم از کم ۱۵ر جولائی تک حضرت مدظلہم سے رات کے وقت ملاقات کے لئے تشریف نہ لائیں۔ ملاقات کے لئے مناسب وقت صبح ساڑھے نو بجے سے بارہ بجے تک ہے۔ امید ہے ہماری درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا جائے گا۔

از :ـ شرکاء دورۂ حدیث شریف

جمعیۃ طلباء اسلام (پاکستان) ضلع جھنگ

جھنگ ـ ۳ر مئی ـ مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری نے جمعیۃ طلباء اسلام جھنگ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے طلباء کو ان کی تعلیمی اور دینی ذمہ داریوں سے روشناس کرایا ـ اور انہیں مکمل اسلامی سانچے میں ڈھلنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی خانوادہ کی عظیم قربانیوں کا ذکر کیا اور اس ضمن میں علماء کرام کی ذمہ داریوں کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ دنیا کی اصلاح اور تربیت کی ذمہ داری امت مسلمہ پر عائد ہوتی ہے چنانچہ آج کے مسلمان کو چاہیئے کہ وہ دنیائے انسانیت کی رہبری اور دنیا میں امن و سکون اور اطمینان کی فضا پیدا کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرے۔

اجلاس کے آخر میں چند قراردادیں بھی پاس ہوئیں، جن میں پاکستان کی مسلح افواج کو خراج تحسین پیش کیا گیا، اور موجودہ حکومت کو اس کی ذمہ داری یاد دلائی کہ وہ ملک میں اسلامی نظام حیات یعنی اسلامی نظام تعلیم کو قائم کرنے کے لئے ٹھوس عملی سعی کرے۔

(احمد خان کنوینر)

تعلیم القرآن باغ کا سالانہ اجلاس

پونچھ ـ دار العلوم تعلیم القرآن باغ کا سالانہ اجلاس مورخہ ۳ر مئی کو شروع ہو کر ۵ر مئی کو ختم ہوا ـ جس میں دیگر علماء کے علاوہ علاقہ کے ممتاز علماء شہر کے وکلاء اور آفیسر صاحبان نے شرکت کی۔ دار العلوم سے فارغ ہونے والے طلباء کی دستار بندی جناب سب جج صاحب باغ نے کی ـ اجلاس میں گزشتہ سال کی کارروائی اور آمدن اور خرچ کے تمام حسابات کی مطبوعہ روئیداد کے ساتھ ساتھ سال رواں کے اخراجات کا تقریباً ۳۰،۰۰۰ ہزار کا تخمینہ حاضرین کو پیش کیا گیا اجلاس میں تمام مقررین نے قرآنی تعلیمات کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ہر مکتب فکر کے لوگوں پر زور دیا کہ وہ مذہبی سٹیج پر آکر تمام فروعی مسائل اور سیاسی کشمکش کو بھلا دیں اور اپنی تمام کوششوں کو دینی اقدار کے فروغ کے لئے وقف کر دیں۔ آخر میں مولانا محمد یونس صاحب کی اپیل پر عوام نے انتہائی گرم جوشی سے دار العلوم کے لئے تقریباً تین ہزار تک چندہ دے کر اپنی زندہ دلی اور دین دوستی کا ثبوت پیش کیا اور دعاء پر جلسہ ختم ہوا۔

ناظم اعلیٰ دار العلوم تعلیم القرآن باغ

ضروری اعلان

جو حضرات اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو انگلستان میں رسالہ خدام الدین اور دیگر دینی کتب مفت بھجوانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں اور ان کے انگلستان کے پتے سے آگاہ فرمائیں۔

محمد شفیع چوہدری چیئرمین یورپین اسلامک مشن
۱۱ ـ ٹنکن روڈ ـ ویٹلی ـ ڈان کاسٹر ـ یارک شائر انگلینڈ

احباب توجّہ فرمائیں

مرکزی جمعیت اتحاد القراء پاکستان کے اراکین حضرات اور دیگر جمیع احباب کرام جماعتی اور ذاتی خط و کتابت اس پتہ پر فرمائیں
قاری محمد شریف قصوسی معرفت حافظ نور محمد انور دفتر خدام الدین شیرانوالہ لاہور

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کا

شیخ الحدیث غور غشتوی نمبر

علاقہ چھچھ کے مشہور عالم دین اور ولی کامل استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مولانا محمد نصیر الدین صاحب غور غشتوی رح کی یاد میں ادارہ ترجمان اسلام نے ایک خاص نمبر نکالنے کا فیصلہ کیا ہے جو عنقریب منظرِ عام پر آرہا ہے۔ ایجنٹ حضرات فوراً مطلوبہ تعداد سے آگاہ کریں۔ (مدیر معاون)

بچوں کا صفحہ

اسلامی عدل و مساوات کی کہانی

حضرت مولینا شمس الحق صاحب کی زبانی

فرمودہ درس قرآنی مورخہ ۲۰/۶/۶۵ جامعہ مسجد ماڈل ٹاؤن بہاولپور؛

مرتبہ: محمد امین بورسٹل جیل بہاولپور

فرمایا کہ اسلامی تاریخ میں مراد ایک با مُراد بادشاہ گزرا ہے۔ یہ بادشاہ بڑا جابر اور جنگجو بادشاہ تھا اس نے یورپ کی عیسائی حکومتوں سے خوب ٹکر لے رکھی تھی اور ان سب کے ایسے دانت کھٹے کئے کہ ایک مدت تک عیسائی سر نہ اٹھا سکے۔

لکھا ہے کہ اسے مساجد تعمیر کرانے کا بڑا شوق تھا۔ جب فتوحات سے فارغ ہوا تو ایک خاص معمار کو مسجد بنانے کا حکم دیا۔ اور خزانے کا منہ کھول دیا۔ ایک مدت کے بعد جب مسجد مکمل ہو گئی۔ تو شوق سے اسے دیکھنے گیا۔ مگر مسجد پسند نہ آئی۔ غصے میں آ کر معمار کا ہاتھ کاٹنے کو کہا چنانچہ معمار کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ معمار بے چارہ تڑپ کے رہ گیا۔ چار و ناچار قاضی (چیف جسٹس) کے پاس فریاد کی۔ قاضی نے مراد کو طلب کیا۔ ساری داستان سننے کے بعد جو حکم دیا۔ وہ یہ تھا کہ

خون شاہ رنگین تر از معمار نیست

(از مثنوی اسرار و رموز) بس پھر کیا تھا مراد کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ نہ قاضی نے فیصلہ بدلا اور نہ ہی مراد نے کوئی عذر کیا۔ یہی وہ بادشاہ تھا۔ جس کے نام سے یورپ کی حکومتیں کانپ اٹھتی تھیں۔ مگر آج اسلامی فیصلے کے سامنے سرخم ہے۔

مزید فرمایا کہ احمد آباد نامی ایک شہر ہے جو ہندوستان میں ہے اور مِلوں کا شہر کہلاتا ہے۔ اس شہر کا بانی احمد نامی ایک حکمران تھا۔ اس کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف ایک ہی لڑکی تھی جو اسے بہت پیاری تھی بڑے چاؤ سے اس کی شادی کی اور داماد کو گھر رکھا۔ اتفاق سے داماد کے ہاتھوں ایک ہندو قتل ہو گیا۔ بادشاہ کے داماد پر مقدمہ چلا۔ تو مقتول کے ورثا قصاص کی بجائے خون بہا پر راضی ہو گئے اور ایک تحریر قاضی کے پیش کی۔ قاضی نے بھی قصاص کی بجائے خون بہا پر فیصلہ کر دیا۔ مگر اس فیصلے کے لئے بادشاہ کی منظوری بھی ضروری تھی۔ جب وہ کاغذ بادشاہ کے پیش ہوا تو اس نے فیصلہ دیا کہ یہ راضی نامہ جبر یا اثر کے ماتحت نظر آتا ہے کیونکہ قاتل میرا داماد ہے۔ لہٰذا یہ انصاف کے منافی ہو گا۔ لہٰذا دیت کی بجائے قصاص لیا جائے۔ بلکہ آج ہی میرے داماد کا سر قلم کیا جائے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (المائدہ)

یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو درست رکھتا ہے۔

اور سنایا کہ امیر معاویہ اور شاہ روم کے درمیان معاہدہ ہوا۔ کہ ایک سال تک آپس میں نہیں لڑیں گے۔ ایک سال گزرنے کو آیا۔ تو اندرون ملک میں فوجی نقل و حرکت شروع ہو گئی آپ کو معلوم ہوا تو معاہدہ کی پاس داری کی تاکید کی کہ ایک دن پہلے بھی ایسی حرکت نہ کرو۔ جس سے معاہدہ توڑنے کے لئے راہ کھلتی ہو۔ بلکہ میعاد کے بعد دوسرے کو خبردار کر دینا چاہیئے کہ معاہدہ ختم ہو چکا ہے اس ضمن نے آپ کے معاہدہ حدیبیہ کی مثال پیش کی کہ کس طرح کمزور شرائط پر ایک دیرپا معاہدہ ہوا۔ حضورؐ نے جملہ شرائط قبول فرما کر معاہدہ کا ہر ممکن پاس کیا۔ اور یہ الگ بات ہے کہ حکمت ربی کسی اور امر کی متقاضی تھی کہ معاہدہ خود مشرکین مکہ نے جلدی ہی توڑ دیا تا آنکہ حضورؐ نے مکہ فتح کر لیا۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اصحابی نے کوئی معاملہ کیا۔ اصحابی نے کہا کہ حضورؐ آپ تشریف رکھیں میں ابھی آیا۔ مگر گھر جا کر ایسا مصروف ہوا کہ حضورؐ کا خیال ذہن سے اتر گیا۔ ایک دن کے بعد یاد آیا تو بھاگا بھاگا گیا۔ اور دیکھا تو حضورؐ کھڑے ہیں۔

یہ کوئی اقوام متحدہ کا وعدہ تھوڑا تھا جو کشمیر اور فلسطین کے لئے نہ پورا ہوا اور نہ ہو گا۔ اصل میں مادی دنیا کے وعدے بھی مادی ہوتے ہیں۔ فائدہ ہوا تو پورا کر دیا۔ ورنہ خیر۔ لیکن روحانی دنیا کے وعدے عین اسلامی ہوتے ہیں جو ہر قیمت پر پورے کئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایفاء عہد اور امانت دار کی یوں تعریف ہے۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رَاعُوْنَ ۵ (المومنون)

اللہ کے پیارے وہ لوگ ہیں
جو امانتیں لوٹا دیتے اور وعدہ
کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہمیں بھی اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اور
اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

قرآن کی خدمت

سچا ہے قرآن ہمارا — کیسا اچھا پیارا پیارا
ماں سے پیارا جان سے پیارا — سارے جگ میں سب سے نیارا
سب سے اونچا سب سے مکرم — خادم اس کے ہم سب ہر دم
سیدھی سچی باتیں اس کی — کیسی اچھی باتیں اس کی
کیسے میٹھے اور انمول — اس کے پیارے پیارے بول
ہم سب اس کو پڑھتے رہیں گے — اس کی خدمت خوب کریں گے
اس کی پیاری پیاری باتیں — سارے جگ سے نیاری باتیں
ہم سب ہی کو بتلائیں گے — دنیا بھر میں پھیلائیں گے
دنیا رب کی رب کا قرآن — رب ہے سب کا سب کا قرآن
رحمت ہر اک گھر کے لئے یہ — رحمت دنیا بھر کے لئے یہ
اس کی عزت سب کی عزت — اس کی خدمت سب کی خدمت
اونچا اس کا نام سدا ہو
جان ہماری اس پہ فدا ہو

١٦ مئی ١٩٦٦ء

ٹیلیفون ٦٧٥٣٥

رجسٹرڈ ایل نمبر ٦٠٤٧

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم

(١) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/١٦٣٢١ مورخہ ٣ مئی ١٩٥٦ء (٢) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ٢٣٧-٢٤٨١-٢٤٨ مورخہ ٧ ستمبر ١٩٥٦ء
(٣) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD٩-٢٠٤٧/٧٩/٣٩ مورخہ ٢٤ اگست ١٩٦٤ء (٤) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM٢/٤٠-٤٠١٠-٥٣١٠ مورخہ ١٣ مارچ ١٩٦٦ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔